﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿...اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾ (آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: نصیر احمد قمر

جلد 25 | جمعۃ المبارک 25 مئی 2018ء | 09 رمضان 1439 ہجری قمری ❁ 25 ہجرت 1397 ہجری شمسی | شمارہ 21

سراسر رحمت اور مغفرت

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’رمضان ایک ایسا مہینہ ہے جس کی ابتدا نزول رحمت ہے، جس کا وسط مغفرت الٰہی ہے اور جس کا اختتام آگ سے آزادی پر منتج ہے‘‘۔

(مشکوٰۃ کتاب الصوم)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

چونکہ مسیح موعود نبی کریم کے وجود کا آئینہ اور برکات کی اشاعت اور تمام دینوں پر اسلام کے غلبہ سے آنجناب کے امر کا تمام کرنے والا تھا لہٰذا نبی کریمؐ نے اس کی کوشش کو پسند کیا جیسا کہ باپ بیٹوں کی کوشش کا شکرادا کرتے ہیں اور وصیت فرمائی کہ آنجناب کا سلام اس کو پہنچایا جائے۔ اور اس سلام سے یہ اشارہ ہے کہ سلامتی اور بلندی مسیح کے شامل حال ہوگی۔

’’اور خدا نے وعدہ فرمایا ہے کہ جب کہ آخر زمانہ میں بڑا بھاری فتنہ اور بلا قیامت سے پہلے ظاہر ہوگی اُن دنوں میں اپنی طرف سے اپنے دین کی مدد اور تائید فرمائے گا اور اُس زمانہ میں اسلام بدرِ کامل کی طرح ہو جائے گا۔ اور اِسی کی طرف اشارہ ہے اس قول میں وَ نُفِخَ فِی الصُّوۡرِ فَجَمَعۡنٰہُمۡ جَمۡعًا۔ اور اس آیت سے ایک بڑے تفرقہ کی خبر دی جہاں کہ فرمایا ہے وَتَرَکۡنَا بَعۡضَہُمۡ ... الخ پھر نُفِخَ فِی الصُّوۡرِ ...الخ کے قول سے بشارت دی کہ اس پراگندگی کے بعد جمعیت حاصل ہوگی۔ پس یہ جمعیت حاصل نہ ہوگی مگر بدر کی صدی میں تا کہ صورت اپنے معنے پر دلالت کرے جیسا کہ پہلی نصرت بدر میں وقوع میں آئی۔ پس یہ دو خوشخبریاں مومنوں کے لئے ہیں اور موتی کی طرح کتابِ مبین میں چمکتی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے۔ اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہو۔ اور اسی کی طرف خدا تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی... الخ پس اس آیت میں فکر کر اور غافلوں کی طرح اس کے آگے سے مت گزر۔ اور مسجد حرام کے لفظ میں اور مسجد اقصیٰ کے لفظ میں جس کے وصف میں بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ مذکور ہوا ہے لطیف اشارہ ہے اُن کے لئے جو فکر کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ لفظ حرام ظاہر کرتا ہے کہ کافروں پر یہ بات حرام کی گئی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دین کو فریب اور حیلوں سے ضرر پہنچائیں یا شکاریوں کی طرح اس پر برس پڑیں اور خدا نے اپنے نبی کو اور اپنے دین اور اپنے گھر کو حملہ آوروں کے حملہ سے اور بے دادگروں کے بیداد سے بچائے رکھا اور اس زمانہ میں دین کے دشمنوں کو جیسا کہ چاہیے تھا جڑ سے نہیں اکھاڑا لیکن دین کو ان کے حملہ سے محفوظ رکھا اور حرام کر دیا کہ وہ لڑائی میں غالب رہیں۔ پس دین کی تائید کا امر مسجد حرام سے یعنی لیئموں کے دفع کرنے سے شروع ہوا پھر یہ امر مسجد اقصیٰ پر تمام ہوگا۔ یہ وہ مسجد ہے جس میں دین کا نور اقصیٰ کے مقام تک پورے چاند کی طرح پہنچے گا۔ اور ہر ایک برکت جو ایسے کمال کے وقت میں جس کے اوپر کوئی کمال نہ ہو تصور میں آوے اس کے لازم حال ہوتی ہے اور یہ خدائے علیم کا وعدہ ہے۔ پس مسجد حرام شر کے دور ہونے اور مکروہات سے محفوظ رہنے کا مُژدہ دیتی ہے۔ لیکن مسجد اقصیٰ کا مفہوم اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ رنگ برنگ کے برکات اور خیرات اور ترقیات عالیہ حاصل ہوں۔ پس ہمارے دین کا امر دفع ضرر سے شروع ہوا اور خیر کی تکمیل پر تمام ہوگا اور اس بیان میں غور کرنے والوں کے لئے نشان ہیں۔ پھر اَسۡرٰی کی آیت ایک عجیب نکتہ رکھتی ہے کہ اس کا ذکر دوستوں کے لئے ضروری ہے تا علم اور یقین زیادہ ہو۔ اور خوب ظاہر ہے کہ سب سے بہتر مال اور دولت علم اور یقین ہے اور وہ یہ کہ اِسۡرَاء زمان اور مکان کی حیثیت سے دونوں طرح واجب اور لازم تھا۔ اس جہت سے کہ ہمارے نبی کا سیر زمان اور مکان کے رُو سے تمام ہو اور معراج کا امر کامل ہو اور اس میں شک نہیں کہ نبی کریم کے زمانی معراج کے لئے انتہائی زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ہے۔ اور وہ برکات کے کمال کا زمانہ ہے اور اس کو ہر ایک مومن بغیر انکار کے قبول کر سکتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ مسیح موعود کی مسجد، مسجد حرام کی نسبت سے زمانہ کی حیثیت سے اقصیٰ مساجد ہے۔ اور یقیناً اس مسجد کا ہر ایک پہلو برکت اور نور سے پورے چاند کی طرح بھر گیا ہے تا کہ اس کے وسیلہ سے دین کا دائرہ کامل ہو جائے۔ کیونکہ اسلام ہلال کی مانند مسجد حرام سے ظاہر ہوا پھر جب مسجد اقصیٰ تک پہنچا بدر کامل ہو گیا۔ اسی لئے مسیح موعود بدر کے شمار میں ظاہر ہوا۔ پھر دوسری دلیل اسراء زمانی کے وجوب پر یہ ہے کہ حق تعالیٰ اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ (اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ (الجمعۃ:4)) کے قول میں اشارہ فرماتا ہے کہ مسیح موعود کی جماعت خدا کے نزدیک صحابہ میں کی ایک جماعت ہے۔ اور اس نام رکھنے میں کچھ فرق نہیں اور یہ مرتبہ مسیح کی جماعت کو ہرگز حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان قدسی قوت اور اپنے روحانی افاضہ کے ساتھ موجود نہ ہوں جیسا کہ صحابہ کے اندر موجود تھے۔ یعنی مسیح موعود کے واسطہ سے، کیونکہ وہ نبی کریم کا مظہر یا آنجناب کے لئے حلّہ کی مانند ہے۔ پس اس نَصِّ صَرِیح سے ظاہر ہوا کہ ہمارے نبی کا معراج مکانی اور زمانی دونوں طرح سے تھا اور اس نکتہ کا سوائے اندھے کے اور کوئی انکار نہیں کرتا اور شک نہیں کہ اس آیت کا مفہوم واجباً معراج زمانی کو چاہتا تھا۔ اور اگر وہ متحقق نہ ہوتا تو اس آیت کا مفہوم باطل ہو جاتا۔ چنانچہ اس نکتہ کو اہل فکر اور غور سمجھتے ہیں۔ پس یہاں سے ثابت ہوا کہ مسیح موعود محمدی حقیقت کا مظہر ہے اور جلالی حلّوں میں نازل ہوا ہے۔ اسی لئے خدا کے نزدیک اس کا ظہور نبی مصطفی کا ظہور مانا گیا ہے اور اُس کا زمانہ رسول کریم کے زمانی معراج کا منتہا اور خیر الوریٰ کی روحانی تجلّی کا آخری سرا شمار کیا گیا ہے اور جہان کے پروردگار کا یہ پختہ وعدہ تھا۔ اور چونکہ مسیح موعود نبی کریم کے وجود کا آئینہ اور برکات کی اشاعت اور تمام دینوں پر اسلام کے غلبہ سے آنجناب کے امر کا تمام کرنے والا تھا لہٰذا نبی کریم نے اس کی کوشش کو پسند کیا جیسا کہ باپ بیٹوں کی کوشش کا شکر ادا کرتے ہیں اور وصیت فرمائی کہ آنجناب کا سلام اس کو پہنچایا جائے۔ اور اس سلام سے یہ اشارہ ہے کہ سلامتی اور بلندی مسیح کے شامل حال ہوگی۔ اور اگر مسیح موعود سے انجیل والا عیسیٰ ابن مریم مراد ہو تو سلام پہنچانے کی وصیت فاسد ہو جاتی ہے۔ اور اس تک کوئی رستہ نہیں رہتا۔ کیونکہ جب تمہارے کہنے کے بموجب عیسیٰ آسمان سے نازل ہوا تو اس میں شک نہیں کہ رسول کریم اور وہ دونوں آپس میں دوستوں کی طرح جان پہچان رکھتے ہوں گے اور ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو سلام کرتے ہوں گے۔ پس اس صورت میں سلام کو امانت کی طرح رکھنا ایک بیہودہ فعل ہوگا کیونکہ سلام بارہا آسمان میں واقع ہوا اور خبردار کرنے سے پہلے معلوم تھا۔ اس کے علاوہ ظاہر ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معراج کی رات حضرت عیسیٰ کو دیکھا۔ اور اس پر سلام کہا۔ پس کوئی شک نہیں کہ آنجناب نے سلام کی وصیت کو ایسے شخص کے لئے فرمایا ہے کہ اس کو نہیں دیکھا ہے اور اس کے مشتاق رہے۔ اور اُس شخص کے لئے سلام کی وصیت کے کیا معنی ہیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا وفات سے پہلے اور وفات کے بعد دیکھا۔ اور معراج کی رات اس پر سلام کہا اور مرنے کے بعد کسی وقت اس سے جدا نہ ہوئے۔ کیا یہ امر بغیر کسی اُمّت کے آدمی کے واسطہ کے ممکن نہ تھا۔ پس سوچ اگر دیوانہ نہیں۔ کیا تو غور نہیں کرتا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جہان سے چلے گئے تو آنجناب کو حضرت عیسیٰ کی ملاقات کا موقعہ ہر وقت ملتا تھا۔ اور اس سے پہلے اسراء کی رات میں آپس میں ملاقات ہوئی تھی اور اس سبب سے سلام کا دروازہ بغیر اس زمانہ کے لوگوں کے واسطہ کے مفتوح ہو گیا تھا۔ پس رسول اللہ کے سلام کو بیہودہ اور لغو مت سمجھ اور اس کے معنوں میں پوری غور سے سوچ۔ اے ہمارے پروردگار ہمارا سلام اس پر بھیج۔ تمّت۔‘‘

.... (خطبہ الہامیہ مع اردو ترجمہ صفحہ 173 تا 180۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

جماعت احمدیہ ہیٹی کے دوسرے جلسہ سالانہ کا کامیاب اور بابرکت انعقاد

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا جلسہ کے لئے خصوصی پیغام۔مختلف موضوعات پر تقاریر۔

صدر مملکت ہیٹی کے نمائندہ اور ویسٹ ڈپارٹمنٹ کے نمائندہ کی شرکت اور

جماعت احمدیہ کے رفاہی کاموں پر خراج تحسین

رپورٹ: قیصر محمود طاہر۔صدر و مبلغ انچارج ہیٹی

جماعت احمدیہ ہیٹی کو 28اور 29اپریل 2018ء بروز ہفتہ واتوار اپنا دوسرا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

جلسہ کی تیاری تقریباً چار ماہ بل شروع کر دی گئی تھی۔تمام جماعتوں کے دورے کر کے احباب جماعت کو جن کی اکثریت نو احمدیوں پر مشتمل ہے جلسہ سالانہ کی تاریخی حیثیت، اس کی غرض وغایت اور اہمیت کے بارہ میں بتایا گیا۔جلسہ گاہ اور رہائش گاہ کے طور پر ایک ہال مناسب کرایہ پر حاصل کیا گیا۔ جلسہ سے ایک ماہ قبل افراد جماعت کی ایک تربیتی کلاس نیشنل ہیڈ کوارٹر پورٹ آف پرنس میں منعقد کی گئی جس میں 32 شاملین کو جلسہ کے جملہ انتظامات کے حوالہ سے تربیت دی گئی۔مختلف ملکوں کے جلسوں کی ایم ٹی اے سے ویڈیوز دکھائی گئیں۔جلسہ میں نعروں کی روایت کے بارہ میں بتایا گیا اور انہیں بعض عمومی نعرے بھی سکھائے گئے۔

جلسہ سے پانچ دن قبل سات افراد کی ٹیم کو جلسہ کے انتظامات کے لئے ہیڈ کوارٹر بلا لیا گیا جنہوں نے رہائش گاہوں، طعام گاہ اور جلسہ گاہ کی تزئین و آرائش کے لئے بھر پور معاونت کی۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہماری درخواست پر ازراہ شفقت جلسہ کے لئے اپنا خصوصی پیغام عنایت فرمایا۔

جلسہ میں شمولیت کے لئے سابق نگران ہیٹی و حال پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا اکرم مولانا داؤد احمد حنیف صاحب مبلغ سلسلہ کو مہمان خصوصی کے طور پر دعوت دی گئی۔

جلسہ کا پروگرام اور دعوت نامے چھپوا کر دیگر مہمان و زیر تبلیغ احباب وخواتین اور تمام جماعتوں میں بھجوا دیئے گئے۔اسی طرح جلسہ گاہ کی تزئین و آرائش کے لئے خوبصورت بینرز تیار کروائے گئے۔

چونکہ یہاں جماعت نو احمدیوں پر مشتمل ہے اور علمی اور تربیتی لحاظ سے ابتدائی مراحل میں ہے اس لئے خاکسار نے خود لوکل مقررین کو فرنچ زبان میں تقاریر تیار کر کے دیں اور جلسہ سے قبل ان کی تیاری کروائی۔

جلسہ کے جملہ انتظامات کو بخیر وخوبی انجام دینے کے لئے جلسہ کمیٹی بنائی گئی جس کے ذمہ مختلف شعبہ جات کی نگرانی کا کام تھا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے مکرم سلیمان احمد صاحب نے افسر جلسہ سالانہ کے طور پر فرائض سرانجام دیئے۔

جلسہ کے مہمانوں کی آمد پانچ دن قبل شروع ہو چکی تھی۔مکرم مولانا داؤد احمد حنیف صاحب جلسہ سے دو روز قبل 26اپریل کو تشریف لائے۔ان کی آمد احباب جماعت کے لئے حوصلہ افزائی کا موجب بنی۔اسی طرح خاکسار کو ان کی راہنمائی اور دعاؤں سے مستفید ہونے کی توفیق ملی۔

جلسہ میں ملک کے طول وعرض سے حال ہی میں قائم ہونے والی جماعتوں سے احباب نے بڑے جوش وخروش سے شرکت کی۔ ملک کے انتہائی شمالی ریجن کے گاؤں بوشاں سے 51افراد 50 کلومیٹر کا پیدل اور موٹر سائیکلوں پر سفر طے کر کے قریبی شہر ہورٹ دے پے پہنچے جہاں انہوں نے رات بس سٹینڈ پر گزاری۔مزید 46افراد کا قافلہ اسی شہر سے ان کے ساتھ شامل ہوا۔اس طرح 100 افراد پر مشتمل یہ جلسہ کا قافلہ دن اور رات کا طویل اور دشوار گزار سفر طے کر کے جلسہ میں شامل ہوا۔ہیٹی چونکہ پہاڑی ملک ہے اس لئے یہاں سفر بہت کٹھن اور مہنگا ہے اور بعض علاقوں میں چند کلومیٹر سفر کے لئے کئی گھنٹے لگ جاتے ہیں۔

اللہ کے فضل سے 28 اپریل کی دوپہر تک تمام قافلے پہنچ چکے تھے۔جلسہ کا افتتاح دو بجے تھا۔

جلسہ کا پہلا دن

پروگرام کے مطابق جلسے کا باقاعدہ افتتاح دو بجے دوپہر مکرم مولانا داؤد احمد حنیف صاحب نے لوائے احمدیت اور خاکسار (قیصر محمود طاہر) نے لوائے ہیٹی لہرا کر کیا۔ پرچم کشائی کے بعد دعا سے جلسہ کا باقاعدہ آغاز کر دیا گیا۔

مولانا داؤد احمد حنیف صاحب نے نماز ظہر وعصر پڑھائیں۔پہلے سیشن کی کاروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے پونے تین بجے ہوا۔ اس سیشن کی صدارت خاکسار (قیصر محمود طاہر صاحب صدر و مبلغ انچارج جماعت ہیٹی) نے کی۔تلاوت قرآن کریم اور قصیدہ اور ان کے فرنچ ترجمہ کے بعد حضور انور ایدہ للہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام مولانا داؤد احمد حنیف صاحب نے انگریزی زبان میں اور خاکسار نے اس کا فرنچ ترجمہ اور مکرم نور جنیل صاحب نے کریول (لوکل) زبان میں ترجمہ پیش کیا۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کا اردو مفہوم ذیل میں پیش ہے۔

خصوصی پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضور انور نے اپنے پیغام میں افراد جماعت احمدیہ ہیٹی کے نام محبت بھرے سلام کے بعد فرمایا کہ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ جماعت احمدیہ ہیٹی اپنا دوسرا جلسہ سالانہ 29اپریل کو منعقد کر رہی ہے۔میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو عظیم کامیابی سے نوازے اور تمام شاملین جلسہ اس مقدس موقع پر اس کی روحانی برکات سے مستفیض ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نے مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے۔آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ مسیح موعود کی بعثت کے دو بڑے مقاصد تھے۔ پہلا یہ کہ مومنین کی ایک ایسی جماعت تشکیل دی جائے جو اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق قائم کرنے کے لئے کوشش کرے اور اس کی عبادت کو زندگی کا مقصد بنالے۔ دوسرے یہ کہ وہ انسانیت کی خدمت کریں اور اسلام کی خوبیوں کو دنیا میں پھیلائیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس پیغام میں فرمایا کہ اس کے لئے آپ کو بہترین احمدی مسلمان بننے کی کوشش کرنی چاہئے اور ہمیشہ کوشش کرنی چاہئے کہ آپ ان تمام شرائط بیعت پر پورا اتریں جو آپ نے عہد بیعت میں کی ہیں۔آپ کو ہمیشہ اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے اور اپنی حالتوں کو بہتر بنانا چاہئے تا کہ آپ نیکی اور تقویٰ میں مسلسل آگے بڑھتے رہیں۔ہر کام اور ہر عمل میں وقار کا خیال رکھیں اور مخلوق خدا کی اور بالخصوص بنی نوع انسان کی ہمدردی کا خیال رکھیں اور اس طرح مثالی احمدی مسلمان بنیں ۔ یاد رکھیں کہ اگر آپ اپنی روحانی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش نہیں کرتے تو مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے اور جماعت کا ممبر بننے کا کوئی فائدہ نہیں۔آپ کو پنجوقتہ نماز باجماعت ادا کرنی چاہئے۔دلی خلوص کے ساتھ ذکر الٰہی کرنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ سے ذاتی اور قربت کا تعلق قائم ہو۔اسی طرح ملک کے مثالی شہری بنیں اور اپنے وطن سے محبت کا اظہار کریں کیونکہ آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کا ایک بنیادی جزو ہے کہ وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔

حضور نے اپنے پیغام میں فرمایا کہ آپ کثرت سے ایم ٹی اے دیکھیں اور میرے خطبہ جمعہ اور مختلف مواقع پر خطابات کو باقاعدہ سنیں۔اس سے آپ کا خلافت کے ساتھ اخلاص کا تعلق بڑھے گا اور برکات خلافت سے حصہ پائیں گے۔اپنی نسلوں کو بھی خلافت کی برکات سے آگاہ کریں اور انہیں خلافت سے مضبوط تعلق قائم کرنے کی نصیحت کریں۔آج اسلام کے احیاء کا کام نظام خلافت سے جڑ کر ہی انجام دیا جا سکتا ہے۔اس لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہیں کہ آپ اور آپ کی آئندہ نسلیں ہمیشہ خلافت کی بابرکت رہنمائی اور پناہ میں رہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ تبلیغ ہر احمدی کے لئے بہت اہمیت کی حامل ہے اس لئے تبلیغ کے لئے راستے تلاش کریں اور نہ صرف ہیٹی بلکہ دوسرے علاقہ کے لوگوں تک اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچائیں۔

حضور انور نے پیغام کے آخر پر دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو عظیم کامیابیوں سے نوازے اور آپ سب کو تقویٰ اور روحانیت میں بڑھتے چلے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ کو تقویٰ اور اعلیٰ اخلاق اور خدمت انسانیت کے لئے حقیقی تبدیلیاں اپنی زندگیوں میں پیدا کرنے کی توفیق بخشے۔

... ...

تمام احباب نے حضور انور کے پیغام کو بڑی محبت اور توجہ سے سنا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور کی نصائح پر عمل کرنے کی اور حضور کی دعاؤں سے حصہ پانے کی توفیق عطا فرمائے۔

... ...

اس کے بعد بعض تقاریر ہوئیں۔سیرۃ وسوانح حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ (مقرر سلیمان احمد صاحب)، آنحضور ﷺ کے بارے میں بائبل کی پیشگوئیاں (مقرر

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 18 ستمبر 2016ء بروز اتوار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت مَیں دو نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عزیزہ مریم صدیقہ ملک بنت مکرم محمود احمد ملک صاحب لندن کا ہے جو عزیزم سید کاشف احمد قادری جو سید برہان احمد قادری صاحب امریکہ کے بیٹے ہیں، کے ساتھ تیس ہزار امریکی ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور

پھر فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ صدف انور کا ہے جو محمود الدین انور صاحب کی بیٹی ہیں، یہ عزیزم عامر امجد ابن مکرم محمد امجد صاحب کے ساتھ چھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور

پھر فرمایا:

دعا کرلیں اللہ تعالیٰ یہ رشتے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔دعا کرلیں۔

(مرتبہ:۔ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆...☆...☆

رمضان المبارک

روحانی موسم بہار کی آمد اور استفادہ کے طریق

(سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ سلسلہ امریکہ)

قسط نمبر 2۔ (آخری)

6۔ رمضان میں قبولیتِ دعا کے اوقات

اللہ تعالیٰ کی ذات رحمن ورحیم اور مستجاب الدعوات ہے اس کی رحمت ہر وقت وسیع سے وسیع تر ہوتی رہتی ہے کسی وقت بھی اس کا دروازہ کھٹکھٹایا جا سکتا ہے اور وہ دینے والا ہے، وہ کبھی اس بات سے تھکا نہیں کہ اتنی مخلوق اس سے بار بار مانگ رہی ہے اور وہ عطا پر عطا کرتا جارہا ہے لیکن اس کی یہ عطا رمضان میں تو بہت ہی زیادہ ہوجاتی ہے۔ اس لئے ہر وقت خدا تعالیٰ سے اس کی رحمت و مغفرت کی دعا اور تمنا کرتے رہنا چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

”روزہ دار کے لئے اس کی افطاری کے وقت کی دعا ردّ نہیں کی جاتی۔“

(سنن ابن ماجہ بحوالہ منتخب احادیث صفحہ 97)

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ افطاری کے وقت روزے دار کی دعا قبولیت کا درجہ پاتی ہے۔

کتنا اچھا ہو کہ قبولیت دعا کے اس وقت سے فائدہ اٹھایا جائے اور اس وقت کو دعاؤں میں صَرف کیا جائے۔ زیرلب دعائیں کرتے ہوئے یہ وقت گزارا جائے۔ پس اس وقت کو ہرگز ہرگز باتوں میں ضائع نہ کرنا چاہئے۔ اس وقت کی اتنی اہمیت ہے کہ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ ہر روز افطاری کے وقت اللہ تعالیٰ بہت سے گناہگاروں کو آگ سے نجات دیتا ہے۔ پس وہ لوگ کتنے ہی خوش قسمت ہوں گے جو اس وقت کو دعاؤں میں خرچ کر کے اپنے رب کو راضی کرلیں، اور خدا تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت ان کے حصہ میں آجائے۔

حضرت عمرؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”رمضان میں اللہ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے اور اس ماہ اللہ سے مانگنے والا کبھی نامراد نہیں رہتا۔“

پس رمضان کا مہینہ دعاؤں کے لئے بہت ہی سازگار اور موزوں ترین مہینہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ رمضان کی ہر رات اللہ تعالیٰ ایک منادی کرنے والے فرشتہ کو بھیجتا ہے جو یہ اعلان کرتا ہے۔

”اے خیر کے طالب! آگے بڑھ اور آگے بڑھ۔ کیا کوئی ہے جو دعا کرے تا کہ اس کی دعا قبول کی جائے کیا کوئی ہے جو استغفار کرے کہ اسے بخش دیا جائے۔ کیا کوئی ہے جو توبہ کرے اور اس کی توبہ قبول کی جائے۔“

حضرت امام الزماں علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ہماری جماعت کو چاہئے کہ راتوں کو رو رو کر دعائیں کریں اس کا وعدہ ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ“

(ملفوظات جلد نمبر 9 صفحہ 167۔ ایڈیشن 2003ء)

7۔ رمضان اور لیلۃ القدر

ابن ماجہ کتاب الصوم میں حضرت انسؓ سے یہ روایت ہے کہ رمضان کا مہینہ آیا تو رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

یہ مہینہ تمہارے پاس آیا ہے اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ جو شخص اس رات سے فائدہ نہ اٹھا سکا وہ تمام خیر سے محروم رہا اور اس کی خیر و برکت سے سوائے محروم انسان کے کوئی خالی نہیں رہتا۔

(تحفۃ الصیام صفحہ 173)

پھر حضرت عائشہؓ سے روایت آتی ہے کہ آپؓ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اگر مجھے اس بات کا علم ہو جائے کہ یہ لیلۃ القدر ہے تو میں کیا دعا مانگوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعا مانگنا

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ۔ فَاعْفُ عَنِّیْ۔

(سنن الترمذی کتاب الدعوات حدیث نمبر 3513)

8۔ رمضان المبارک اور ذکر الٰہی۔ درود شریف و استغفار

اگر ہم اپنا سنجیدگی سے جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہم بہت سارا وقت کھانے پینے میں، اس کی تیاری میں، گپوں میں، فضول باتوں میں اور آج کل تو انٹرنیٹ، سوشل میڈیا TV پر گیمز وغیرہ دیکھنے میں خرچ کر دیتے ہیں۔ اور ان باتوں میں اس قدر انہماک ہو گیا ہے کہ ہمیں آس پاس کی بھی خبر نہیں ہوتی۔ گھر میں والدین، بچوں کی، عزیزوں کی اور حتی کہ مہمانوں کی موجودگی کا بھی احساس نہیں ہوتا۔ حالانکہ وقت سے زیادہ کوئی چیز بھی قیمتی نہیں۔

پس مومن کو ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے پوری مستعدی کے ساتھ روزے رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے قیمتی وقت کو ذکر الٰہی، درود شریف اور استغفار میں صرف کرنا چاہئے۔

مسلم کتاب الذکر باب فضل مجالس الذکر میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کے کچھ بزرگ فرشتے گھومتے رہتے ہیں اور انہیں ذکر کی مجالس کی تلاش رہتی ہے جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور پروں سے اس کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ ساری فضا ان کے اس سایہ برکت سے معمور ہوجاتی ہے۔ جب لوگ اس مجلس سے اٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ وہاں اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ کہاں سے آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح کر رہے تھے۔ تیری بڑائی بیان کر رہے تھے۔ تیری عبادت میں مصروف تھے، تیری حمد میں رطب اللسان تھے اور تجھ سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ تیری بخشش طلب کر رہے تھے... اس پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں نے انہیں بخش دیا اور انہیں وہ سب کچھ دیا جو انہوں نے مجھ سے مانگا... اس پر فرشتے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ان میں فلاں غلط کار شخص تھا وہ وہاں سے گزرا اور ان کو ذکر کرتے دیکھ کر تماش بین کے طور پر ان میں بیٹھ گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کو بھی بخش دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم اور بدبخت نہیں رہتا۔“

رمضان المبارک میں مساجد میں درس القرآن کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔ ان مجالس میں اور درسوں میں آنے اور درس سننے سے یہ ساری برکات اور فوائد حاصل ہوتے ہیں جس کا اس حدیث نبوی ﷺ میں ذکر ہے۔

ترمذی کتاب الدعوات میں حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا، بڑا کریم اور سخی ہے جب بندہ اس کے حضور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے۔“

حضرت موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ذکر الٰہی کرنے والے اور ذکر الٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔

ایک صحابی حضرت عبداللہ بن بشرؓ کو آپ ﷺ نے نصیحت فرمائی:

”لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ“ کہ تمہاری زبان ہمیشہ ذکر الٰہی سے تر رہنی چاہئے۔ اسی طرح حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھا جنت میں اس کے لئے کھجور کا درخت لگا دیا جائے گا۔

ترمذی ہی میں یہ روایت حضرت ابن مسعودؓ سے آئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسراء کی رات میری ملاقات حضرت ابراہیمؑ سے ہوئی تو حضرت ابراہیمؑ نے آپؐ سے فرمایا کہ اے محمد ﷺ اپنی اُمّت کو میری طرف سے سلام کہیں۔ اور انہیں بتا دیں کہ اَلْجَنَّۃُ طَیِّبَۃُ التُّرْبَۃِ عَذْبَۃُ الْمَاءِ وَاِنَّھَا قِیْعَانٌ وَاَنَّ غِرَاسَھَا سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ“ یعنی جنت کی زمین بہت اچھی ہے۔ پانی بہت میٹھا ہے۔ اور وہ خالی ہے اور اس میں درخت لگانا یہ ہے کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہا جائے۔

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب جو آنحضرت ﷺ کے چچا تھے ایک دفعہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ آپ مجھے ایسی دعا سکھائیں جس کے ذریعہ میں اللہ سے مانگوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آپ اللہ سے عافیت طلب کریں۔ کچھ دنوں کے بعد آپ پھر آئے اور عرض کیا کہ آپ مجھے ایسی دعا سکھائیں جس کے ذریعہ میں اللہ سے مانگوں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا: اے عباس! اے رسول اللہ کے چچا! اللہ سے دنیا اور آخرت میں عافیت ہی طلب کرو۔

(سنن الترمذی کتاب الدعوات حدیث 3514)

رسول خدا و محبوب کبریا آنحضرت ﷺ پر کثرت کے ساتھ ان ایام میں درود شریف بھی پڑھنا چاہئے۔ اگر آپ ایک مرتبہ بھی آنحضرت ﷺ پر درود شریف پڑھیں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ آپ پر دس مرتبہ برکتیں اور رحمتیں نازل فرمائے گا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ قیامت کے دن میرے نزدیک وہی لوگ ہوں گے جو مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ اس شخص کی ناک مٹی میں ملے جس کے سامنے میرا نام لیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔

آپ ﷺ نے دعا کرنے کا بھی طریقہ سکھایا اور وہ اس طرح کہ ایک شخص کو آپؐ نے سنا وہ نماز میں دعا مانگ رہا تھا۔ اس نے دعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور عظمت کا ذکر نہ کیا اور نہ ہی اپنی دعا میں آنحضرت ﷺ پر درود بھیجا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا اس شخص نے اپنی دعا میں جلدی سے کام لیا ہے۔ پھر آپ نے اسے بلایا اور فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص دعا مانگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرے، اس کی پاکیزگی بیان کرے، اس کی حمد وثنا کرے۔ پھر رسول خدا پر درود شریف پڑھے اور اس کے بعد وہ جو چاہے دعا مانگے۔“

(ابوداؤد اور ترمذی میں یہ روایت ہے۔ بحوالہ ریاض الصالحین حدیث نمبر 1404)

جہاں تک استغفار کا تعلق ہے اس بارے میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں جو شخص اپنے اوپر استغفار کو لازم کرلے اللہ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے، ہر پریشانی سے نجات بخشتا ہے نیز اس کو ایسے راہ سے رزق دیتا ہے جس کا وہ شخص گمان بھی نہیں کرسکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”لکھا ہے کہ ایک بار آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے۔ پہلے بہت روئے اور پھر لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ یَاعِبَادَ اللّٰہِ! خدا سے ڈرو۔ آفات اور بلیّات چیونٹیوں کی طرح انسان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ ان سے بچنے کی کوئی راہ نہیں بجز اس کے کہ سچے دل سے توبہ استغفار میں مصروف ہوجاؤ۔

استغفار اور توبہ کا یہ مطلب نہیں جو آجکل لوگ سمجھے بیٹھے ہیں۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا جبکہ اس کے معنے بھی کسی کو معلوم نہیں۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ ایک عربی زبان کا لفظ ہے۔... استغفار کے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ سے اپنے گزشتہ جرائم اور معاصی کی سزا سے حفاظت چاہنا اور آئندہ گناہوں کے سرزد ہونے سے حفاظت مانگنا۔ استغفار انبیاء بھی کیا کرتے تھے اور عوام بھی۔

... درحقیقت مشکل تو یہ ہے کہ ہندوستان میں بوجہ اختلاف زبان استغفار کا اصل مقصد ہی مفقود ہو گیا ہے اور ان دعاؤں کو ایک جنتر منتر کی طرح سمجھ لیا ہے۔ کیا نماز اور کیا استغفار اور کیا توبہ؟ اگر کسی کو نصیحت کرو کہ استغفار پڑھا کرو تو وہ یہی جواب دیتا ہے کہ میں تو استغفار کی سو بار یا دو سو بار تسبیح پڑھتا ہوں۔ مگر مطلب پوچھو تو کچھ جانتے ہی نہیں۔ استغفار ایک عربی لفظ ہے اس کے معنے ہیں طلب مغفرت کرنا کہ یا الٰہی ہم سے پہلے جو گناہ سرزد ہو چکے ہیں ان کے بدنتائج سے ہمیں بچا کیونکہ گناہ ایک زہر ہے اور اس کا اثر بھی لازمی ہے۔ اور آئندہ ایسی حفاظت کر کہ گناہ ہم سے سرزد ہی نہ ہوں۔ صرف زبانی تکرار سے مطلب حاصل نہیں ہوتا۔

توبہ کے معنے ہیں ندامت اور پشیمانی سے ایک بدکام سے رجوع کرنا۔ توبہ کوئی برا کام نہیں ہے۔ بلکہ لکھا ہے کہ توبہ کرنے والا بندہ خدا کو بہت پیارا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا نام بھی تواب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان اپنے گناہوں اور افعال بد سے نادم ہو کر پشیمان ہوتا ہے اور آئندہ اس بدکام سے باز رہنے کا عہد کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر رجوع کرتا ہے رحمت سے۔ خدا انسان کی توبہ سے بڑھ کر توبہ کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر انسان خدا کی طرف ایک بالشت بھر جاتا ہے تو خدا اس کی طرف ہاتھ بھر آتا ہے۔ اگر انسان چل کر آتا ہے تو خدا تعالیٰ دوڑ کر آتا ہے۔ یعنی اگر انسان خدا کی طرف توجہ کرے تو اللہ تعالیٰ بھی رحمت فضل اور مغفرت میں انتہا درجہ کا اس پر فضل کرتا ہے۔

لیکن اگر خدا سے منہ پھیر کر بیٹھ جاوے تو خدا تعالیٰ کو کیا پروا۔"

(ماخوذ از ملفوظات جلد پنجم صفحہ 607-608 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

9۔ رمضان المبارک اور صدقات :

رمضان کی عبادات سے انسان جو سبق سیکھتا ہے ان میں سے ایک غرباء کے ساتھ ہمدردی، ان کی ضروریات کا خیال رکھنا اور غریبوں اور محتاج لوگوں، بیوگان اور یتامیٰ کی خبر گیری اور ان کے جذبات کا احساس بھی ہے۔ ہمارے لئے تو رسول خدا ﷺ ہر کام میں اُسوہ حسنہ ہیں۔ آپ ﷺ کی سخاوت، غرباء سے ہمدردی اور یتامیٰ کی خبر گیری، ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے بارے میں آپ کے بیشمار واقعات ہیں۔ آپؐ سے جب بھی کسی نے مانگا آپؐ نے اسے خالی ہاتھ نہیں لوٹایا بلکہ اسے عطا فرمایا۔ ایک دفعہ ایک شخص آیا تو آپؐ نے دو پہاڑیوں کے درمیان وادی میں بکریوں کا پورا ریوڑ اس کے حوالہ کر دیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور جا کر کہا کہ اے لوگو! اسلام قبول کرلو۔ محمد ﷺ تو اتنا دیتے ہیں کہ فقر و غربت کا انہیں خوف ہی نہیں۔ (تحفۃ الصیام صفحہ 157)

ترمذی میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے افضل اور بہترین صدقہ وہ ہے جو رمضان میں خیرات کیا جائے۔ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں خرچ کرنے میں بخل نہ کیا کرو بلکہ اپنے نان و نفقہ پر بھی خوشی سے خرچ کرو کیونکہ اس مہینہ میں تمہارے اپنے نان و نفقہ کا ثواب بھی خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے برابر ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"رسول کریم ﷺ رمضان کے دنوں میں بہت کثرت سے صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے۔ احادیث میں آتا ہے کہ رمضان کے دنوں میں آپ تیز چلنے والی آندھی کی طرح صدقہ کیا کرتے تھے اور درحقیقت یہ قومی ترقی کا ایک بہت بڑا گُر ہے کہ انسان اپنی چیزوں سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔ تمام قسم کی تباہیاں اس وقت آتی ہیں جب کسی قوم کے افراد میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ ان کی چیزیں انہی کی ہیں دوسرے کا ان میں کوئی حق نہیں ... دنیا کے نظام کی بنیاد اس اصل پر ہے کہ میری چیز دوسرا استعمال کرے اور رمضان اس کی عادت ڈالتا ہے۔"

(تفسیر کبیر سورۃ البقرۃ 375-376)

رسول کریم ﷺ کی مثالوں سے واضح ہے کہ رمضان کے بابرکت ایام میں ہمیں صدقہ و خیرات کثرت سے کرنی چاہئے۔ ہر ایک کا خیال رکھیں، دیکھیں کہیں کوئی ضرورت مند تو نہیں۔ کچھ ضرورت مند ایسے ہوتے ہیں جو خود کہہ کر اپنی ضرورت پوری کروا لیتے ہیں۔ کچھ ایسے بھی سفید پوش ہوتے ہیں جو خود نہیں کہتے۔ ان کو تلاش کرنا، ان کی مدد کرنا یہ ہم سب کا فرض ہے۔ "لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ" ہر دو کا خیال رکھا جائے۔

اس لئے اپنے چندوں کی ادائیگی شرح اور آمد کے مطابق اس بابرکت ماہ میں ضرور کریں اور پھر اس نیکی کو دوام بخشیں۔

صدقۃ الفطر

رمضان المبارک کے حوالہ سے ایک اور خاص بات صدقۃ الفطر کی ادائیگی بھی ہے۔ بعض اوقات احباب عید کے دن اس کی ادائیگی کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ بھی جس قدر جلد ممکن ہو رمضان کے ابتدائی دنوں ہی میں اس کی ادائیگی کر دی جائے تو بہتر ہے تا کہ نظام بروقت ضرورت مندوں کی مدد کر سکے۔ بلکہ ایک حدیث میں تو اس کی یہاں تک تاکید ہے۔ آپؐ نے فرمایا :

اِنَّ شَهْرَ رَمَضَانَ مُعَلَّقٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا يُرْفَعُ اِلَّا بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ۔ رمضان کے مہینے کی نیکیاں اور عبادات، آسمان اور زمین کے درمیان معلّق ہو جاتی ہیں۔ انہیں فطرانہ ہی آسمان پر لے کر جاتا ہے۔ یعنی رمضان کی عبادات کی قبولیت کا باعث بنتا ہے۔

10۔ رمضان کا آخری عشرہ۔

اعتکاف، جمعۃ الوداع

بخاری کتاب الصوم میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو آنحضرت ﷺ اپنی کمر ہمت کس لیتے اور اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور اپنے گھر والوں کو بیدار کرتے، آنحضرت ﷺ کا سارا رمضان ہی روحانی جدوجہد میں گزرتا تھا لیکن آخری عشرہ تو غیر معمولی اہمیت کا حامل ہو جاتا۔ آپ کا یہ بھی فرمان تھا کہ رمضان کا اوّل رحمت ہے اور دوسرا عشرہ مغفرت والا ہے اور آخری عشرہ آگ سے نجات دلاتا ہے۔

خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ کی عبادت رمضان کے آخری عشرہ میں کس درجہ کی ہوتی تھی۔ پس ہر مومن کو سوچنا چاہئے کہ اگر گزشتہ دو عشروں میں کچھ کوتاہی اور کمی رہ گئی ہو تو اب ان بقیہ ایام میں پوری کر لیں۔

پھر آخری عشرہ میں ایک اور عبادت اعتکاف کی بھی ہے۔ جس کو بھی اللہ تعالیٰ توفیق دے وہ سنت نبوی ﷺ کی اتباع میں اعتکاف کرے۔ ایک حدیث میں رمضان المبارک کے دنوں میں اعتکاف کی فضیلت اس طرح بیان ہوئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا : "جس نے رمضان میں دس دن بتمام شرائط اعتکاف کیا تو اسے دو حج اور دو عمرے کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ یعنی بیشمار ثواب کا مستحق ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جس نے ایمان کی حالت میں اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اعتکاف کیا تو اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"

(منتخب احادیث صفحہ 137)

پس چاہئے کہ بکثرت احباب و خواتین جنہیں اللہ تعالیٰ موقع اور توفیق دے یہ دس دن وقف کریں اور اعتکاف کریں۔

"اعتکاف بیسویں کی صبح کو بیٹھتے ہیں کبھی دس دن ہو جاتے ہیں اور کبھی گیارہ۔" (تحفۃ الصیام صفحہ 11)

اعتکاف کے لئے روزہ ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ خدا کی راہ میں ایک دن اعتکاف کرنے والے اور جہنم کے درمیان اللہ تعالیٰ تین ایسی خندقیں بنا دے گا جن کے درمیان مشرق و مغرب کے مابین فاصلہ سے بھی زیادہ ہوگا۔"

(تحفۃ الصیام صفحہ 170)

جمعۃ الوداع

جمعۃ الوداع کی کوئی اصطلاح احادیث میں نہیں ملتی۔ بعض لوگ واقعی نمازوں کو جمعوں کو اور روزوں کو وداع کرنے آتے ہیں، رمضان کا آخری جمعہ کے دن۔ کہ اب پھر سال بھر کی ہمیں چھٹی۔ گویا وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے یہ جمعہ پڑھ لیا تو پھر سارا سال نہ کسی نماز پڑھنے کی ضرورت نہ جمعہ پڑھنے کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ جمعۃ الوداع کا یہ تصور بالکل غلط ہے۔ قرآن اور احادیث میں ہر جمعہ کی اتنی ہی فضیلت بیان ہوئی ہے جتنی رمضان کے آخری جمعہ کی۔ کسی ایک جمعہ میں محض رمضان کی وجہ سے کوئی خاص فضیلت بیان نہیں ہوئی۔ چند احادیث خطبات مسرور سے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

1۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر وہ شخص جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کے دن جمعہ پڑھنا فرض کیا گیا ہے سوائے مریض، مسافر اور عورت اور بچے اور غلام کے۔ جس شخص نے لہو و لعب اور تجارت کی وجہ سے جمعہ سے لاپرواہی برتی اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے پرواہی کا سلوک کرے گا۔ یقیناً اللہ بے نیاز اور حمد والا ہے۔

(سنن دار قطنی کتاب الجمعہ)

2۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : "جمعہ کے دن نیکیوں کا اجر کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔"

(خطبات مسرور جلد ہفتم صفحہ 446)

3۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس کسی نے بلاوجہ جمعہ چھوڑا وہ اعمال نامے میں منافق لکھا جائے گا جسے نہ تو مٹایا جا سکے گا اور نہ ہی تبدیل کیا جا سکے گا۔

(مجمع الزوائد جلد دوم حدیث نمبر 2999)

4۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے تساہل کرتے ہوئے لگاتار تین جمعے چھوڑے (سستی کرتے ہوئے تین جمعے لگاتار چھوڑے) اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

"جب مہر کر دیتا ہے تو پھر نیکیاں کرنے کی توفیق بھی کم ہوتی چلی جاتی ہے اور آہستہ آہستہ انسان بالکل ہی دور پڑ جاتا ہے۔"

5۔ حضرت سلمان فارسیؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی جمعہ کے دن غسل کرے اور اپنی استطاعت کے مطابق پاکیزگی اختیار کرے اور تیل لگائے اور گھر سے خوشبو لگا کر چلے... اور پھر جو نماز اس پر واجب ہے وہ ادا کرے، پھر جب امام خطبہ دینا شروع کرے تو وہ خاموشی سے سنے تو اس کے اس جمعہ اور اگلے جمعہ کے درمیان ہونے والے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔"

(بخاری کتاب الجمعہ حدیث نمبر 883)

6۔ ایک حدیث میں جمعہ کی فضیلت اس طرح بھی بیان ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا : "جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود بھیجو کیونکہ اسی دن تمہارا یہ درود میرے سامنے پیش کیا جائے گا۔"

7۔ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "اس میں ایسی گھڑی بھی آتی ہے جو قبولیت دعا کی گھڑی ہے۔"

(صحیح بخاری کتاب الجمعہ حدیث 935)

(خطبات مسرور جلد ہفتم صفحہ 444-445)

پس مومن کا کام ہے کہ خدا تعالیٰ کے اس حکم پر دل و جان سے عمل کرے کہ وہ ہر جمعہ کی ادائیگی کی کوشش کرے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں سے جو اس دن سے وابستہ ہیں وافر حصہ لے۔

نوٹ: بعض لوگ جو افطاریاں کراتے ہیں وہ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ آخری جمعہ کے دن جو افطاری کرائی جائے گی یا جمعہ کے دن جو افطاری کرائی جائے گی اس کا بہت ثواب ہے۔ احادیث میں روزہ دار کے روزہ کھلوانے پر ثواب ہے اور اس کی جمعہ کے ساتھ کوئی خاص مناسبت نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

11۔ عید الفطر یا عید صیام

عید الفطر مسلمانوں کے لئے خوشی کا دن ہے۔ دین اسلام فطرت کا مذہب یعنی خوشی کے موقع پر خوشیوں کے جائز اظہار سے نہیں روکتا اور نہ ہی کسی قسم کی رہبانیت سکھاتا ہے۔ جو مسلمان ایک مہینہ خدا کی خوشنودی کی خاطر اس کے حکم سے پورا مہینہ روزے رکھتے ہیں تو رمضان کے اختتام پر وہ خدا کے حضور مزید خوشی کے طور پر سجدات شکر بجا لاتے ہیں۔ اس بابرکت تہوار کے لئے آنحضرت ﷺ کی سنت مبارکہ تھی کہ آپؐ صفائی کا خاص اہتمام فرماتے، غسل فرماتے، مسواک اور خوشبو استعمال فرماتے۔ صاف ستھرا لباس پہنتے اور اگر نئے کپڑے میسر ہوں تو نئے کپڑے پہنتے۔ خواتین اور بچیوں کو بھی نماز عید میں شامل ہونے کی تاکید ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ وہ خواتین جنہیں شرعی عذر ہوتے انہیں بھی عید اور اس کی دعا میں شامل ہونے کا حکم ہوتا تاہم وہ نماز میں شامل نہ ہوتی تھیں۔ آپؐ عید الفطر کے دن کچھ طاق کھجوریں تناول فرما کر عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے۔

آپؐ نے عیدین کے لئے ان تکبیرات کا اہتمام بھی فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے نماز عید پڑھائی اور خطبہ عید ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد آپؐ خواتین کی طرف تشریف لے گئے۔ حضرت بلالؓ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے ان کو بھی وعظ و نصیحت فرمائی۔ خاوندوں کی اطاعت کی تلقین فرمائی۔ صدقہ و خیرات دینے کی تلقین کی۔ حضورؐ کی اس تلقین پر مسلمان خواتین نے فوراً لبیک کہا اور اپنے ہاتھ اور کانوں اور گلے کے زیور اتار اتار کر بلالؓ کی چادر میں ڈالنے لگیں۔" (بخاری)

"پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ حضرت اقدس رسول اللہ ﷺ کی عیدیں منائیں اور آپ کے مقدس صحابہ کی عیدیں منائیں تو ہمیں بھی اس دن خدا کے گھروں کو آباد کرنا ہوگا اور رمضان میں عبادات کا سیکھا ہوا سبق بھلانا نہیں بلکہ اور زیادہ مقدار میں پانچوں وقت خدا کے گھروں کو بھرنا ہوگا... پھر اگر ہم حضور اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کی طرح حقیقی عیدیں منانا چاہتے ہیں تو اسی طرح ہمیں بھی اس دن غرباء کی خوشیاں بانٹنی ہوں گی اور اسی طرح اپنے بہترین کپڑے اور زیورات کے تحفے اور دیگر تحائف ان کو پیش کرنے ہوں گے۔ یہی وہ حقیقی عید ہے جس کی لذت دائمی اور اَن مٹ ہوگی۔ خدا غرباء میں زیادہ ملا کرتا ہے۔ پس اس دن امراء کی دعوتیں اور ان کے تحائف صرف امراء کے دائرے تک ہی محدود نہ رہیں بلکہ غرباء کے گھروں تک پہنچیں جس سے نہ صرف ان کی یہ عید حقیقی خوشیوں سے معمور ہو جائے گی بلکہ یہ عید ان کی نجات کا بھی موجب بن جائے گی۔ ان سے خدا بھی راضی ہوگا اور اس کا پیارا رسولؐ بھی راضی ہوگا۔" (خطبات طاہر)

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک کی ساری ہی برکتیں عطا فرمائے۔ ہمارے سارے روزے، دعائیں اور ہر نیکی خدا کی رضا کی خاطر ہو اور عنداللہ مقبول ہو۔ آمین

... ...

(**نوٹ** : اس مضمون کی تیاری میں قرآن کریم، تفسیر کبیر، کتب احادیث میں سے صحیح بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد، ریاض الصالحین، حدیقۃ الصالحین اور منتخب احادیث۔ اس کے علاوہ ملفوظات، روحانی خزائن، تحفۃ الصیام، فقہ احمدیہ، خطبات طاہر، خطبات مسرور سے بھی استفادہ کیا گیا۔

☆...☆...☆

خطبہ جمعہ

اسداللہ اور اَسدِ رسول حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام، دینی غیرت، شجاعت و بہادری، عزتِ نفس اور خودداری، دعاؤں میں شغف، صلہ رحمی اور شہادت کے واقعات کا دلگداز تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 04 مئی 2018ء بمطابق 04 ہجرت 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ ”حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت قوم عرب کے تمدّن اور اخلاق اور روحانیت کا کیا حال تھا۔ گھر گھر میں جنگ اور شراب نوشی اور زنا اور لوٹ مار۔ غرض ہر ایک بدی موجود تھی۔ کوئی نسبت اور تعلق خدا تعالیٰ کے ساتھ اور اخلاق فاضلہ کے ساتھ کسی کو حاصل نہ تھا۔ ہر ایک فرعون بنا پھرتا تھا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے جب اسلام میں داخل ہوئے تو ایسی محبت الٰہی اور وحدت کی روح ان میں پیدا ہو گئی کہ ہر ایک خدا تعالیٰ کی راہ میں مرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ انہوں نے بیعت کی حقیقت کو ظاہر کر دیا اور اپنے عمل سے اس کا نمونہ دکھا دیا۔“

آپ فرماتے ہیں کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کس قدر وفاداری کا نمونہ دکھایا جس کی نظیر نہ پہلے تھی نہ آگے دکھائی دیتی ہے۔“ آپ فرماتے ہیں کہ ”لیکن خدا تعالیٰ چاہے تو وہ پھر بھی ویسا ہی کر سکتا ہے۔ ان نمونوں سے دوسروں کے لئے فائدہ ہے۔ اس جماعت میں“ (یعنی آپ اپنی جماعت کے بارے میں فرماتے ہیں) خدا تعالیٰ ایسے نمونے پیدا کر سکتا ہے“۔ آپ فرماتے ہیں کہ ”خدا تعالیٰ نے صحابہ کی تعریف میں کیا خوب فرمایا ہے مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ (الاحزاب:24) مومنوں میں سے ایسے مرد ہیں جنہوں نے اس وعدے کو سچا کر دکھایا جو انہوں نے خدا تعالیٰ کے ساتھ کیا تھا۔ سو اُن میں سے بعض اپنی جانیں دے چکے اور بعض جانیں دینے کو تیار بیٹھے ہیں“۔ فرماتے ہیں کہ ”صحابہ کی تعریف میں قرآن شریف سے آیات اکٹھی کی جائیں تو اس سے بڑھ کر کوئی اسوۂ حسنہ نہیں۔“ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 431 تا 433۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) یعنی اس آیت سے بڑھ کے کوئی اسوہ نہیں جو آپ کے صحابہ کے بارہ میں بیان ہوا۔ پس نیکیوں کے، قربانیوں کے یہ نمونے ہمارے لئے اُسوۂ حسنہ ہیں۔

گزشتہ کچھ عرصہ سے کچھ خطبات میں مَیں صحابہ کے حالات بیان کرتا رہا ہوں جن میں بدری صحابہ بھی تھے اور چند دوسرے بھی۔ لیکن مجھے خیال آیا کہ پہلے صرف بدر کی جنگ میں شامل ہونے والے صحابہ کا ذکر کروں۔ ان کا ایک خاص مقام ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ راضی ہوا اور جو اللہ تعالیٰ کی خاص رضا حاصل کرنے والے لوگ ہیں۔

آج حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کا ذکر کروں گا۔ ان کا ذکر خاص طور پہ جس طرح یہ مسلمان ہوئے تفصیل سے تاریخ اور احادیث میں بیان ہے۔ اسی طرح ان کی شہادت کا واقعہ بھی۔ یہ سید الشہداء کے لقب سے مشہور ہیں اور اسی طرح اَسد اللہ اور اَسد رسول بھی ان کا لقب ہے۔ حضرت حمزہؓ سردار قریش حضرت عبدالمطلب کے صاحبزادے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ حضرت حمزہ کی والدہ کا نام ہالہ تھا اور یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ کی چچا زاد بہن تھیں۔ حضرت حمزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال اور ایک روایت کے مطابق چار سال عمر میں بڑے تھے۔ (استیعاب جلد اوّل صفحہ 369 حمزہ بن عبدالمطلبؓ مطبوعہ دار الجیل بیروت 1992ء)، (اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 67 حمزہ بن عبدالمطلبؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1996ء) حضرت حمزہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ ایک لونڈی تھی ثوبیہ انہوں نے دونوں کو دودھ پلایا تھا۔ (شرح زرقانی جلد 4 صفحہ 499 باب ذکر بعض مناقب العباسؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء۔ از مکتبۃ الشاملۃ) حضرت حمزہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کے بعد چھ نبوی میں دارِ ارقم کے زمانہ میں اسلام قبول کرنے کی توفیق پائی۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 6 حمزہ بن عبدالمطلبؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) حضرت حمزہ کے قبول اسلام کا واقعہ حضرت مصلح موعود نے تاریخی واقعات کی روشنی میں اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔ اس کا کچھ خلاصہ میں بیان کروں گا اور کچھ تفصیل بھی۔ اس کو سن کے انسان جب تصور میں لاتا ہے کہ کس طرح حضرت حمزہ نے اسلام قبول کیا اور اس کی کیا وجہ بنی اور کس طرح ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں غیرت آئی جب ابوجہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر زیادتی کی تھی۔ بہرحال اس واقعہ کا ذکر اس طرح ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا اور مروہ پہاڑیوں کے درمیان ایک پتھر پر بیٹھے تھے اور یقیناً یہی سوچ رہے تھے کہ خدا تعالیٰ کی توحید کو کس طرح قائم کیا جائے کہ اتنے میں ابوجہل آ گیا۔ اس نے آتے ہی کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم اپنی باتوں سے باز نہیں آتے۔ یہ کہہ کر اس نے آپ کو سخت غلیظ گالیاں دینی شروع کیں۔ آپ خاموشی کے ساتھ اس کی گالیوں کو سنتے رہے اور برداشت کیا۔ ایک لفظ بھی آپ نے منہ سے نہیں نکالا۔ ابوجہل جب جی بھر کے گالیاں دے چکا تو اس کے بعد وہ بدبخت آگے بڑھا اور اس نے آپ کے منہ پر تھپڑ مارا۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی اسے کچھ نہیں کہا۔ آپ جس جگہ بیٹھے تھے اور جہاں ابوجہل نے گالیاں دی تھیں وہاں سامنے ہی حضرت حمزہ کا گھر تھا۔ حضرت حمزہؓ اس وقت تک ابھی ایمان نہیں لائے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ روزانہ صبح تیر کمان لے کر شکار پہ چلے جایا کرتے تھے اور شام کو واپس آتے تھے اور پھر قریش کی جو مجالس تھیں ان میں بیٹھا کرتے تھے۔ اس دن جب ابوجہل نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور بڑا بُرا سلوک کیا تو وہ شکار پر گئے ہوئے تھے لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ جب ابوجہل یہ سب کچھ کر رہا تھا تو حضرت حمزہ کے خاندان کی ایک لونڈی دروازے میں کھڑی ہو کر یہ نظارہ دیکھ رہی تھی۔ ابوجہل جب بار بار آپ پر حملہ کر رہا تھا اور بے تحاشا گالیاں آپ کو دے رہا تھا۔ آپ خاموشی اور سکون سے اس کی گالیوں کو برداشت کر رہے تھے۔ وہ لونڈی دروازے میں کھڑی ہو کر یہ سارا نظارہ دیکھتی رہی۔ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ وہ بیشک ایک عورت تھی اور کافرہ تھی لیکن پرانے زمانے میں جہاں مکّہ کے لوگ اپنے غلاموں پر ظلم کرتے تھے وہاں یہ بھی ہوتا تھا کہ بعض شرفاء اپنے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک بھی کرتے تھے اور آخر کافی عرصہ کے بعد وہ غلام اسی خاندان کا ایک حصہ سمجھے جاتے تھے۔ اسی طرح وہ بھی حضرت حمزہؓ کے خاندان کی لونڈی تھی۔ جب اس نے یہ سارا نظارہ دیکھا۔ اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھا اپنے کانوں سے سب کچھ سنا تو اس پر بہت اثر ہوا مگر کچھ کر نہیں سکتی تھی۔ دیکھتی رہی سنتی رہی اور اندر ہی اندر پیچ و تاب کھاتی رہی، کڑھتی رہی، جلتی رہی۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے اٹھ کر چلے گئے تو وہ بھی اپنے کام کاج میں لگ گئی۔ شام کو جب حضرت حمزہ اپنے شکار سے واپس آئے اور اپنی سواری سے اترے اور تیر کمان کو ہاتھ میں پکڑے اپنی بڑی بہادری کا، ایک فخر کا انداز دکھاتے ہوئے گھر میں داخل ہوئے تو وہ لونڈی اس وقت اٹھی۔ اس نے بڑی دیر سے اپنے غصے اور غم کے جذبات اس وقت دبائے ہوئے تھے۔ اس نے بڑے زور سے حضرت حمزہ کو کہا کہ تمہیں شرم نہیں آتی بڑے بہادر بنے پھرتے ہو۔ حمزہ یہ سن کر حیران ہو گئے اور تعجب سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ لونڈی نے کہا کہ معاملہ کیا ہے۔ تمہارا بھتیجا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہاں بیٹھا تھا کہ ابوجہل آیا اور اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر دیا اور بے تحاشا گالیاں دینی شروع کر دیں اور پھر ان کے منہ پر تھپڑ مارا۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے سے اُف تک نہیں کی اور خاموشی کے ساتھ سنتے رہے۔ ابوجہل گالیاں دیتا گیا اور دیتا گیا اور جب تھک گیا تو چلا گیا۔ مگر میں نے دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کسی بات کا جواب نہ دیا۔ تم بڑے بہادر بنے پھرتے ہو۔ بڑے اکڑتے ہوئے شکار سے واپس آئے ہو تو تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہاری موجودگی میں تمہارے بھتیجے کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے۔ حضرت حمزہ اس وقت تک

مسلمان نہیں ہوئے تھے اوراس وجہ سے بھی کہ سرداران قریش میں ان لوگوں کا شمار ہوتا تھا اور ریاست کی وجہ سے اسلام کو ماننے کو تیار نہیں تھے حالانکہ سمجھتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں مگر حمزہ اس وقت اپنی شان اور جاہ وجلال کو ایمان پر قربان کرنے کے لئے تیار نہیں تھے مگر جب انہوں نے اپنی لونڈی سے یہ واقعہ سنا تو ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور ان کی خاندانی غیرت جوش میں آئی۔ چنانچہ وہ اسی طرح بغیر آرام کئے غصہ سے کعبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ پہلے انہوں نے کعبہ کا طواف کیا اور اس کے بعد مجلس کی طرف بڑھے جس میں ابوجہل بیٹھا ہوا اپنی بڑیں مار رہا تھا لاف زنی کر رہا تھا اور اس واقعہ کو بڑا مزے لے لے کر سنا رہا تھا اور تکبر کے ساتھ یہ بیان کر رہا تھا کہ آج میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یوں گالیاں دیں اور آج میں نے یہ سلوک کیا۔ حمزہ جب اس مجلس میں پہنچے تو انہوں نے جاتے ہی کمان بڑے زور کے ساتھ ابوجہل کے سر پر ماری اور کہا کہ تم اپنی بہادری کے دعوے کر رہے ہو اور لوگوں کو سنا رہے ہو کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح ذلیل کیا اور محمد نے اُف تک نہیں کی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اب میں تجھے ذلیل کرتا ہوں اگر تجھ میں کچھ ہمت ہے تو میرے سامنے بول۔ ابوجہل اس وقت مکہ کے اندر ایک بادشاہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ قوم کا سردار تھا۔ فرعون والی حالت تھی اس کی۔ جب اس کے ساتھیوں نے یہ ماجرا دیکھا تو وہ جوش کے ساتھ اٹھے اور انہوں نے حمزہ پر حملہ کرنا چاہا۔ مگر ابوجہل جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی کے ساتھ گالیاں برداشت کرنے کی وجہ سے اور پھر اب حمزہ کی دلیری اور جرأت کی وجہ سے مرعوب ہو گیا تھا بیچ میں آ گیا اور ان لوگوں کو حملہ کرنے سے روکا اور کہا تم لوگ جانے دو۔ دراصل بات یہ ہے کہ مجھ سے ہی زیادتی ہوئی تھی اور حمزہ حق بجانب ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے انداز میں پھر لکھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو جس وقت صفا اور مروہ کی پہاڑیوں سے واپس گھر آئے تھے اپنے دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ میرا کام لڑنا نہیں ہے بلکہ صبر کے ساتھ گالیاں برداشت کرنا ہے مگر خدا تعالیٰ عرش پر کہہ رہا تھا کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تُو لڑنے کے لئے تیار نہیں مگر کیا ہم موجود نہیں ہیں جو تیری جگہ تیرے دشمنوں کا مقابلہ کریں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اسی دن ابوجہل کا مقابلہ کرنے والا ایک جانثار آپ کو دے دیا اور حضرت حمزہ نے اسی مجلس میں جس میں کہ انہوں نے ابوجہل کے سر پر کمان ماری تھی اپنے ایمان کا اعلان کر دیا اور ابوجہل کو مخاطب ہو کر کہا کہ تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی ہیں صرف اس لئے کہ وہ کہتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں اور فرشتے مجھ پر اترتے ہیں۔ ذرا کان کھول کر سن لو کہ میں بھی آج سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر قائم ہوں اور میں بھی وہی کچھ کہتا ہوں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اگر تجھ میں ہمت ہے تو آ میرے مقابلے پر۔ یہ کہہ کر حمزہ مسلمان ہو گئے۔

(ماخوذ از رسول کریم ﷺ کی زندگی کے تمام اہم واقعات... الخ۔ انوار العلوم جلد 19 صفحہ 137 تا 139)

روایات میں ہے کہ حضرت حمزہ کے مسلمان ہونے کے بعد مکہ کے جو مسلمان تھے ان کے ایمان کو بڑی تقویت ملی (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 6 حمزہ بن عبد المطلبؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) بلکہ انگریز مؤرخ سر ولیم میور نے بھی اس بات کا اقرار کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد کو حضرت حمزہ اور حضرت عمر کے اسلام قبول کرنے سے تقویت ملی۔ (The life of Mohammad by sir William Muir, heading the Prophet Insulted pg 89 Edition 1923) حضرت حمزہ نے دیگر مسلمانوں کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضرت کلثوم بن ھِدم کے مکان پر قیام کیا۔ اور ایک روایت کے مطابق آپ نے حضرت سعد بن خَیثمہ کے ہاں قیام کیا۔ بہرحال مدینہ ہجرت کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ اور حضرت زید بن حارثہ کے درمیان رشتہ اخوت قائم فرمایا۔ اسی بناء پر غزوۂ اُحد پر جاتے ہوئے حضرت حمزہ نے حضرت زید کے حق میں وصیت فرمائی تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 6 حمزہ بن عبد المطلبؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

مدینہ ہجرت کے بعد بھی کفار کی ریشہ دوانیاں ختم نہیں ہوئیں۔ ان کی چھیڑ چھاڑ مسلمانوں کو تنگ کرنا ختم نہیں ہوا اس لئے مسلمانوں کو بڑا ہوشیار رہنا پڑتا تھا اور کفار کی نقل و حرکت پر نظر رکھنی پڑتی تھی۔ روایت میں ہے قریش کی نقل و حرکت اور ریشہ دوانیوں سے باخبر رہنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مہمات کی ضرورت پیش آئی جن میں حضرت حمزہ کو غیر معمولی خدمت کی توفیق ملی۔ ربیع الاول دو ہجری کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کی قیادت میں تیس شُتر سوار مہاجرین پر مشتمل ایک دستہ عِیص کی طرف روانہ فرمایا۔ حمزہ اور ان کے ساتھی جلدی جلدی وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مکہ کا رئیس اعظم ابوجہل تین سو سواروں کا ایک لشکر لئے ان کے استقبال کو موجود تھے۔ مسلمانوں کی تعداد سے یہ تعداد دس گنا سے زیادہ تھی مگر مسلمان خدا اور اس کے رسول کے حکم کی تعمیل میں گھر سے نکلے تھے اور موت کا ڈر انہیں پیچھے نہیں ہٹا سکتا تھا۔ دونوں ایک دوسرے کے مقابل میں ہو گئے۔ صف آرائی شروع ہو گئی اور لڑائی شروع ہونے والی تھی کہ اس علاقے کے رئیس مَجدی بن عمرو الجُہنی نے جو دونوں فریق کے ساتھ تعلقات رکھتا تھا درمیان میں پڑ کر بیچ بچاؤ کروایا اور لڑائی ہوتے ہوتے رک گئی۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 329)

یہ بھی روایت میں آتا ہے کہ جو پہلا لواء تھا یا جھنڈا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کو عطا کیا تھا۔ جبکہ بعض روایتیں یہ ہیں کہ حضرت ابوعبیدۃ اور حضرت حمزہ کے سریہ ایک ساتھ روانہ ہوئے تھے اس سے شبہ پڑتا ہے (کہ جھنڈا کس کو عطا فرمایا) لیکن بہرحال دو ہجری میں غزوہ بنو قینقاع میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تھا وہ حضرت حمزہ ہی اٹھائے ہوئے تھے۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ 283 باب سریہ حمزۃ الی سیف البحر مطبوعہ دار ابن حزم بیروت 2009ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر حضرت حمزہ نے ہمیشہ عمل کیا اور قائم رہے کہ اپنی خودداری اور اپنی عزت نفس کو قائم رکھنا بہتر ہے اور یہ ہمیشہ قائم رکھنی چاہئے۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ ہجرت مدینہ کے بعد دیگر مسلمانوں کی طرح حضرت حمزہ کے مالی حالات بھی بہت خراب ہو گئے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ انہی ایام میں ایک روز حضرت حمزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کوئی خدمت میرے سپرد فرما دیں تاکہ ذریعہ معاش کی کوئی صورت پیدا کرلوں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ اے حمزہ اپنی عزت نفس قائم اور زندہ رکھنا زیادہ پسند ہے یا اسے مار دینا۔ حضرت حمزہ نے عرض کیا میں تو اسے زندہ رکھنا ہی پسند کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اپنی عزت نفس کی حفاظت کرو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 624 حدیث 6639 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دعاؤں پر زور دینے کی تحریک فرمائی اور بعض خاص دعائیں سکھائیں۔ چنانچہ حضرت حمزہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس دعا کو لازم پکڑو کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الْاَعْظَمِ وَرِضْوَانِکَ الْاَکْبَر (الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد 2 صفحہ 106 حمزۃ بن عبد المطلبؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1995ء) یعنی اے اللہ میں تجھ سے تیرے اسم اعظم اور رضوان اکبر کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں اور ہمیشہ پھر آپ نے اس کے پھل کھائے۔ چنانچہ حضرت حمزہ کو دعاؤں پر کتنا ایمان اور یقین تھا ان باتوں کا بھی روایتوں سے اظہار ہوتا ہے اور کیوں نہ ہوتا جبکہ ان دعاؤں ہی کی برکت سے بظاہر اس تہی دست اور تہی دامن مہاجر کو اللہ تعالیٰ نے گھر بار اور ضرورت کا سب کچھ عطا فرمایا۔ کچھ عرصہ بعد حضرت حمزہ نے بنی نجار کی ایک انصاری خاتون خولہ بنت قیس کے ساتھ شادی کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضرت خولہ بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دور کی محبت بھری باتیں سنایا کرتی تھیں۔ فرماتی تھیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا کہ اے خدا کے رسول مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن آپ کو حوض کوثر عطا کیا جائے گا جو بہت وسعت رکھتا ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یہ سچ ہے اور یہ بھی سن لو کہ مجھے عام لوگوں سے کہیں زیادہ تمہاری قوم انصار کا اس حوض سے سیراب ہونا پسند ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 822 حدیث 27859 مسند خولہ بنت حکیمؓ مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء) کیسی محبت تھی انصار سے صرف اس لئے کہ جب اپنی قوم نے آپ کو نکالا تو انصار تھے جنہوں نے آپ پر اپنا سب کچھ نچھاور کر دیا۔

تاریخ میں غزوۂ بدر کے حوالے سے ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ دو ہجری میں بدر کا مشہور معرکہ پیش آیا تو غزوہ بدر کے موقع پر کفار کی طرف سے اسود بن عبد الاسد مخزومی نکلا۔ یہ نہایت ہی شریر اور برا شخص تھا۔ اس نے عہد کیا تھا کہ مسلمانوں نے جو پانی کی جگہ رکھی تھی میں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حوض میں سے جا کر پانی پیوں گا۔ یا اسے ڈھاؤں گا، خراب کروں گا یا اس کے پاس مر جاؤں گا۔ وہ اس ارادے سے نکلا۔ حضرت حمزہ بن عبد المطلب اس کا مقابلہ کرنے آئے۔ جب ان دونوں کا آمنا سامنا ہوا تو حضرت حمزہ نے تلوار کا وار کر کے اس کی آدھی پنڈلی کاٹ دی۔ وہ حوض کے پاس تھا۔ وہ کمر کے بل گرا اور اپنی قسم پوری کرنے کے لئے حوض کی طرف بڑھا تاکہ اپنی قسم پوری کرے۔ حضرت حمزہ نے اس کا پیچھا کیا۔ ایک اور وار کر کے اسے ختم کر دیا۔ (سیرت ابن ہشام صفحہ 299-298 باب مقتل الاسود بن عبد الاسد المخزومی مطبوعہ دار ابن حزم بیروت 2009ء) وہ حوض کے قریب مر تو گیا لیکن یہ جو تھا کہ پانی پیوں گا یا خراب کروں گا وہ اسے بہرحال نہ کر سکا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بدر کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ اس میں کفار کی تعداد مسلمانوں سے بہت زیادہ تھی۔ رات بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے حضور عاجزانہ دعاؤں اور تضرعات میں مصروف رہے۔ جب کفار کا لشکر ہمارے قریب ہوا اور ہم ان کے سامنے صف آراء ہوئے تو ناگاہ ایک شخص پر نظر پڑی جو سرخ اونٹ پر سوار تھا اور لوگوں کے درمیان اس کی سواری چل رہی تھی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! حمزہ جو کفار کے قریب کھڑے ہیں انہیں پکار کر پوچھو کہ سرخ اونٹ والا کون ہے اور کیا کہہ رہا ہے؟ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ان لوگوں میں سے کوئی شخص انہیں خیر بھلائی کی نصیحت کر سکتا ہے تو وہ سرخ اونٹ والا شخص ہے۔ اتنی دیر میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آ گئے۔ انہوں نے آ کر بتایا کہ عتبہ بن ربیعہ ہے جو کفار کو جنگ سے منع کر رہا ہے جس کے جواب میں ابوجہل نے اسے کہا ہے کہ تم بزدل ہو اور لڑائی سے ڈرتے ہو۔ عتبہ نے جوش میں آ کر کہا کہ آج دیکھتے ہیں کہ بزدل کون ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد اول صفحہ 339-338 حدیث 948 مسند علی بن ابی طالبؓ مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء) حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ عتبہ بن ربیعہ اور اس کے پیچھے اس کا بیٹا اور بھائی بھی نکلے اور پکار کر کہا کہ کون ہمارے مقابلہ کے لئے آتا ہے تو انصار کے کئی نوجوانوں نے اس کا جواب دیا۔ عتبہ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے بتا دیا کہ ہم انصار میں سے ہیں۔ عتبہ نے کہا کہ ہمیں تم سے کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ ہم تو صرف اپنے چچا کے بیٹوں سے جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حمزہ! اٹھو۔ اے علی! کھڑے ہو۔ اے عبیدة بن حارث! آگے بڑھو۔ حمزہ تو عتبہ کی طرف بڑھے اور حضرت علی کہتے ہیں کہ میں شیبہ کی طرف بڑھا اور عبیدة اور ولید کے درمیان جھڑپ ہوئی اور دونوں نے ایک دوسرے کو سخت زخمی کیا اور پھر ہم ولید کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو مار ڈالا اور عبیدة کو ہم میدان جنگ سے اٹھا کر لے آئے۔ (سنن ابو داؤد کتاب الجہاد باب فی المبارزة حدیث 2665) حضرت علی اور حمزہ ان دونوں نے تو اپنے اپنے مخالفین کو مار دیا تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حمزہ! اٹھو۔ اور اے علی! کھڑے ہو۔ اے عبیدة بن حارث! آگے بڑھو۔ اس موقع پر جب تینوں کھڑے ہوئے اور عتبہ کی طرف بڑھے تو عتبہ نے کہا کہ کچھ بات کرو تا کہ ہم تمہیں پہچان لیں کیونکہ وہ خود پہنے ہوئے تھے۔ ان کے منہ ڈھانکے ہوئے تھے۔ اس موقع پر حضرت حمزہ نے کہا کہ میں حمزہ ہوں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شیر ہے تو عتبہ نے کہا اچھا مقابل ہے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 2 صفحہ 12 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) حضرت حمزہ کی بہادری کا یہ عالم تھا کہ غزوہ بدر میں کفار میں دہشت ڈالنے کے لئے آپ شتر مرغ کا پر بطور نشان جنگ لگائے ہوئے تھے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ اُمیّہ بن خلف سردار قریش میں سے تھا جو کہ مکہ میں حضرت بلال کو تکلیف دیتا تھا۔ غزوہ بدر میں انصار کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے جس کے سینہ میں شتر مرغ کا پر لگا ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ حمزہ بن عبدالمطلب ہیں۔ اُمیّہ کہنے لگا کہ یہی وہ شخص ہے جس نے آج ہمیں سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ 302 باب مقتل امیہ بن خلف مطبوعہ دار ابن حزم بیروت 2009ء)

انگریز مؤرخ سر ولیم میور غزوہ بدر کے ذکر میں حضرت حمزہ کی موجودگی کے بارہ میں لکھتا ہے کہ حمزہ لہراتے ہوئے شتر مرغ کے پَر کے ساتھ ہر جگہ نمایاں نظر آتے تھے۔

(The life of Mohammad by sir William Muir, heading Battle of Ohod pg 260 Edition 1923)

اور بھی کئی سرداروں کو آپ نے جنگ میں قتل کیا۔

غزوہ اُحد میں بھی حضرت حمزہ نے شجاعت کے کمالات دکھائے۔ آپ کی یہ بہادری قریش مکہ کی آنکھوں میں سخت کھٹکی تھی۔ بخاری میں اس کی تفصیل اس طرح درج ہے کہ

حضرت جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری کہتے ہیں کہ میں عبیداللہ بن عدی بن خیار کے ساتھ سفر میں گیا۔ جب ہم حمص جو ملک شام کا مشہور شہر ہے اس میں پہنچے تو عبیداللہ بن عدی نے مجھ سے کہا کہ کیا آپ وحشی بن حرب حبشی سے ملنا چاہتے ہیں۔ حضرت حمزہ کے قتل کی بابت اس سے پوچھیں گے۔ اس نے کہا کہ اچھا اور وحشی حمص میں رہا کرتا تھا۔ چنانچہ ہم نے اس کا پتہ دریافت کیا۔ ہم سے کہا گیا کہ وہ اپنے محل کے سائے میں بیٹھا ہے جیسے بڑی مشک ہو۔ جعفر کہتے ہیں کہ ہم اس کے پاس جا کر تھوڑی دیر کھڑے رہے۔ ہم نے السلام علیکم کہا۔ اس نے سلام کا جواب دیا۔ کہتے تھے: عبیداللہ اس وقت پگڑی اور سر اور منہ لپیٹے ہوئے تھے۔ وحشی صرف ان کی آنکھیں اور پاؤں ہی دیکھ سکتا تھا۔ عبیداللہ نے کہا وحشی کیا مجھے پہچانتے ہو؟ کہتے تھے کہ اس نے غور سے انہیں دیکھا تو اس نے کہا اللہ کی قسم نہیں۔ سوائے اس کے کہ میں اتنا جانتا ہوں کہ عدی بن خیار نے ایک عورت سے شادی کی تھی جسے اُمّ قتال بنت ابی لیس کہتے تھے۔ مکہ میں عدی کے لئے اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ اور میں اسے دودھ پلوایا کرتا تھا اور بچے کو اٹھا کر اس کی ماں کے ساتھ لے جاتا تھا اور وہ بچہ اس کی ماں کو دے دیتا تھا۔ میں نے تمہارا پاؤں دیکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی ہے۔ یعنی اس نے پاؤں سے پہچان لیا۔ یہ سن کر عبیداللہ نے اپنا منہ کھول دیا۔ تو پھر انہوں نے کہا کہ حضرت حمزہ کے قتل کا واقعہ ہمیں بتاؤ۔ اس نے کہا کہ حضرت حمزہ نے طُعَیمہ بن عدی بن خیار کو بدر میں قتل کیا تھا۔ میرے آقا جبیر بن مطعم نے مجھ سے کہا کہ اگر تم میرے چچا کے بدلہ میں حمزہ کو قتل کر دو تو تم آزاد ہو۔ اس نے کہا جب لوگوں نے دیکھا کہ جنگ اُحد ہونے والی ہے اور عینین اُحد کی پہاڑیوں میں سے ایک پہاڑی ہے۔ اُحد کے اور اس کے درمیان ایک وادی ہے۔ میں بھی لوگوں کے ساتھ لڑنے کے لئے نکلا۔ جب لوگ لڑنے کے لئے صف آراء ہوئے تو سِباع میدان میں نکلا اور اس نے پکارا کہ کیا کوئی مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں نکلے گا۔ یہ سن کر حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اس کے مقابل نکلے اور کہنے لگے اے سباع! کیا تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کرتے ہو۔ یہ کہہ کر حضرت حمزہ نے اس پر حملہ کیا اور وہ ایسا ہو گیا جیسے کل کا گزرا ہوا دن۔ یعنی فوراً ہی اس کو زیر کر لیا اور ختم کر دیا۔ وحشی کہتا ہے کہ میں ایک چٹان کے نیچے حضرت حمزہ کے لئے گھات میں بیٹھ گیا جب وہ میرے قریب پہنچے تو میں نے اپنا برچھا مارا اور اس کو ان کے زیر ناف رکھ کر جو زور سے دبایا تو آر پار نکل گیا اور یہی ان کی آخری گھڑی تھی۔ جب لوگ لوٹے تو میں بھی ان کے ساتھ لوٹا اور مکہ میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ جب اس میں اسلام پھیلا تو میں وہاں سے نکل کر طائف چلا گیا۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایلچی بھیجے اور مجھ سے کہا گیا کہ آپ ایلچیوں سے تعارض نہیں کرتے۔ انہیں یعنی ایلچیوں کو کچھ نہیں کہتے۔ میں بھی ان کے ساتھ گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ تم ہی وحشی ہو۔ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ تم نے حمزہ کو قتل کیا تھا؟ میں نے کہا ٹھیک بات ہے جو آپ کو پہنچی ہے۔ آپ نے فرمایا تم سے ہو سکے تو میرے سامنے نہ آیا کرو۔ وہ کہتے ہیں یہ سن کر میں وہاں سے نکل گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور مسیلمہ کذاب نے بغاوت کی تو میں نے کہا میں مسیلمہ کی طرف ضرور جاؤں گا شاید میں اسے قتل کروں اور اس طرح حضرت حمزہ کے گناہ کا کفارہ ادا کروں۔ کہتے ہیں کہ میں بھی لوگوں کے ساتھ جنگ میں نکلا۔ پھر جنگ کا حال جو ہوا وہ ہوا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص دیوار کے ایک شگاف میں کھڑا ہے۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے گندمی رنگ کا اونٹ ہے۔ سر کے بال پراگندہ ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ میں نے اس کو اپنا برچھا مارا اور اس کی چھاتیوں کے درمیان رکھ کر زور سے جو دبایا تو دونوں کندھوں کے درمیان سے پار نکل گیا۔ اس کے بعد ایک انصاری نے بھی اس کی گردن کاٹ دی۔ تو بعد میں یہ انجام اس کا ہوا۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب قتل حمزة بن عبدالمطلبؓ حدیث 4072)

عمیر بن اسحاق سے اس طرح مروی ہے کہ اُحد کے روز حمزہ بن عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے دو تلواروں سے جنگ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں اسد اللہ ہوں۔ یہ کہتے ہوئے کبھی آگے جاتے اور کبھی پیچھے ہٹتے۔ وہ اسی حالت میں تھے کہ یکا یک پھسل کر اپنی پیٹھ کے بل گرے۔ انہیں وحشی اسود نے دیکھ لیا۔ ابو اسامہ نے کہا کہ اس نے انہیں نیزہ کھینچ کر مارا اور قتل کر دیا۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 8 حمزہ بن عبدالمطلبؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) اور حضرت حمزہ ہجرت نبوی کے بعد بتیسویں مہینہ میں جنگ اُحد میں شہید ہوئے۔ آپ کی عمر اس وقت انسٹھ سال تھی۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 6 حمزہ بن عبدالمطلبؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) روایت یہ ہے کہ ابوسفیان کی بیوی ہند غزوہ اُحد کے دن لشکروں کے ہمراہ آئی۔ اس نے اپنے باپ کا انتقام لینے کے لئے جو بدر میں حضرت حمزہ کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے مارا گیا تھا یہ نذر مان رکھی تھی کہ مجھے موقع ملا تو میں حمزہ کا کلیجہ چباؤں گی۔ جب یہ صورتحال ہو گئی اور حضرت حمزہ پر مصیبت آ گئی تو مشرکین نے مقتولین کو مُثلہ کر دیا۔ ان کی شکلیں بگاڑ دیں ناک کان وغیرہ عضو کاٹے۔ وہ حمزہ کے جگر کا ایک ٹکڑا لائے۔ ہند اسے لے کر چباتی رہی کہ کھا جائے مگر جب وہ اس کو نگل نہ سکی تو پھینک دیا۔ یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے آگ پر ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا ہے کہ حمزہ کے گوشت میں سے کچھ بھی چکھے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 8 حمزہ بن عبدالمطلبؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کی نعش کے پاس آ کر جن جذبات کا اظہار کیا اور آپ کو بلند مقام کی جو خوشخبری دی اس کے بارہ میں روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت حمزہ کی نعش کو دیکھا تو ان کا کلیجہ نکال کر چبایا گیا تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ تاریخ میں یہ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں جب حضرت حمزہ کی نعش پر آ کر کھڑے ہوئے تو فرمانے لگے کہ اے حمزہ تیری اس مصیبت جیسی کوئی مصیبت مجھے کبھی نہیں پہنچے گی۔ میں نے اس سے زیادہ تکلیف دہ منظر آج تک نہیں دیکھا۔ پھر آپ نے فرمایا جبریل نے آ کر مجھے خبر دی ہے کہ حمزہ بن عبدالمطلب کو سات آسمانوں میں اللہ اور اس کے رسول کا شیر لکھا گیا ہے۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ 395 باب وقوف النبیؐ علی حمزة وحزنہ علیہ مطبوعہ دار ابن حزم بیروت 2009ء)

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ غزوہ اُحد کے دن اختتام پر ایک عورت سامنے سے بڑی تیزی کے ساتھ آتی ہوئی دکھائی دی۔ قریب تھا کہ وہ شہداء کی لاشیں دیکھ لیتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اچھا نہیں سمجھا کہ کوئی خاتون وہاں آئے اور لاشوں کی جو بہت بری حالت تھی وہ دیکھ

سکے۔اس لئے فرمایا کہ اس عورت کو روکو۔اس عورت کو روکو۔حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے غور سے دیکھا کہ یہ میری والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ چنانچہ میں ان کی طرف دوڑتا ہوا گیا اور شہداء کی لاشوں تک پہنچنے سے قبل ہی میں نے انہیں جالیا۔انہوں نے مجھے دیکھ کر، میرے سینے پر مار کر مجھے پیچھے کو دھکیل دیا۔وہ ایک مضبوط خاتون تھیں۔اور کہنے لگیں کہ پرے ہٹو میں تمہاری کوئی بات نہیں مانوں گی۔ میں نے عرض کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو روکنے کا کہا ہے کہ آپ ان لاشوں کو مت دیکھیں۔یہ سنتے ہی وہ رک گئیں اور اپنے پاس موجود دو کپڑے نکال کر فرمایا یہ دو کپڑے ہیں جو میں اپنے بھائی حمزہ کے لئے لائی ہوں کیونکہ مجھے ان کی شہادت کی خبر مل چکی ہے۔

تو یہ تھی اطاعت اس زمانے کی۔یعنی کہ وہ یہ سنتے ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسے روکو تو جہاں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنا باوجود غم کی حالت کے، باوجود اس کے کہ وہ بڑی جوش کی حالت میں تھیں فوری طور پر اپنے جذبات کو کنٹرول کیا اور رک گئیں۔یہ کامل اطاعت ہے۔ اور کہنے لگیں کہ اپنے بھائی کے لئے کپڑے لائی ہوں۔شہادت کی خبر مجھے مل چکی ہے۔تم انہیں ان کپڑوں میں کفن دے دینا۔جب ہم حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان دو کپڑوں میں کفن دینے لگے تو دیکھا کہ ان کے پہلو میں ایک انصاری شہید ہوئے پڑے ہیں ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا گیا تھا جو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کیا گیا تھا۔ہمیں اس بات پر شرم محسوس ہوئی کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو کپڑوں میں کفن دیں اور اس انصاری کو ایک کپڑا بھی میسر نہ ہو۔اس لئے ہم نے یہ طے کیا کہ ایک کپڑے میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور دوسرے میں اس انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کو کفن دیں۔ اندازہ کرنے پر ہمیں معلوم ہوا کہ ان دونوں حضرات میں سے ایک زیادہ لمبے قد کا تھا۔ ہم نے قرعہ اندازی کی اور جس کے نام جو کپڑا نکل آیا اسے اسی کپڑے میں دفنا دیا۔(مسند احمد بن حنبل جلد اوّل صفحہ 452 حدیث 1418 مسند زبیر بن العوامؓ مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء) حضرت حمزہ کو ایک ہی کپڑے میں کفن دیا گیا تھا۔جب آپ کا سر ڈھانکا جاتا تو دونوں پاؤں سے کپڑا ہٹ جاتا اور جب چادر پاؤں کی طرف کھینچ دی جاتی تو آپ کے چہرے سے کپڑا ہٹ جاتا۔تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا چہرہ ڈھانک دیا جائے اور پاؤں پر حرمل یا اِذخر گھاس رکھ دی جائے۔حضرت حمزہ اور حضرت عبداللہ بن جحش جو کہ آپ کے بھانجے تھے ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت حمزہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 7-6 حمزہ بن عبد المطلبؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)،(مسند احمد بن حنبل جلد 7 صفحہ 72 حدیث 21387 مسند خباب بن الارتؓ مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کی نعش کو سامنے رکھ کر ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ایک انصاری صحابی کی نعش کو ان کے پہلو میں رکھا گیا اور آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔پھر اس انصاری کی میّت اٹھا دی گئی تاہم حضرت حمزہ کی میت وہیں رہنے دی گئی۔یہاں تک کہ اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز حضرت حمزہ کی نماز جنازہ دوسرے باقی شہداء کے ساتھ ستّر دفعہ پڑھائی کیونکہ ہر دفعہ حضرت حمزہ کی نعش وہیں پڑی رہتی تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 11 حمزہ بن عبد المطلبؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حضرت ابوہریرۃ سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور تمام نیک کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔چنانچہ شہادت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کی لاش کو مخاطب ہو کر فرمایا اللہ کی رحمتیں تجھ پر ہوں۔آپ ایسے تھے کہ معلوم نہیں کہ ایسا صلہ رحمی کرنے والا اور نیکیاں بجالانے والا کوئی اور ہو۔اور آج کے بعد آپ پر کوئی غم نہیں۔(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 9 حمزہ بن عبد المطلبؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور مسلمانوں کے اس بہادر سردار حضرت حمزہ کی تدفین جس بے کسی اور کسمپرسی کے عالم میں ہوئی صحابہ بڑے دکھ کے ساتھ اس کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔بعد میں فراخی کے دَور میں حضرت خباب وہ تنگی کا زمانہ یاد کر کے کہا کرتے تھے کہ حضرت حمزہ کا کفن ایک چادر تھی وہ بھی پوری نہ ہوتی تھی۔چنانچہ سر کو ڈھانک کر پاؤں پر گھاس ڈال دی گئی تھی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 7 صفحہ 72-71 حدیث 21387 مسند خباب بن الارتؓ مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

اسی طرح حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا بھی اسی قسم کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ روزے سے تھے تو افطاری کے وقت پُرتکلّف کھانا پیش کیا گیا جسے دیکھ کر انہیں عُسرت کا زمانہ یاد آ گیا۔تنگی کا زمانہ یاد آ گیا۔کہنے لگے کہ حمزہ بھی شہید ہوئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے۔انہیں کفن کی چادر بھی میسر نہ آ سکی تھی۔پھر ہمارے لئے دنیا کی کشائش ہوئی۔ہمیں دنیا سے جو ملا ملا اور ہمیں ڈر رہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا ثواب ہمیں جلدی سے نہ دے دیا گیا ہو۔یعنی دنیا میں نہ مل گیا ہو۔پھر وہ رونے لگے اور اتنا روئے کہ انہوں نے کھانا چھوڑ دیا۔(صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوہ احد حدیث 4045)

یہ وہ لوگ تھے جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔جو کشائش میں اپنے بھائیوں کو یاد کیا کرتے تھے۔اپنی جو گزشتہ حالت تھی اس کو سامنے رکھتے تھے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنتوں کی خوشخبریاں دی ہیں۔اللہ تعالیٰ ان سب کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے اور درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔

ایک روایت میں آتا ہے اور یہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اُحد سے واپس لوٹے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ انصار کی عورتیں اپنے خاوندوں پر روتیں اور بَین کرتی ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بات ہے حمزہ کو کوئی رونے والا نہیں؟ انصار کی عورتوں کو پتہ چلا تو پھر وہ حضرت حمزہ کی شہادت پر بَین کرنے کے لئے اکٹھی ہو گئیں۔پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ لگ گئی اور جب بیدار ہوئے تو وہ خواتین اسی طرح رو رہی تھیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج حمزہ کا نام لے کر روتی ہی رہیں گی۔انہیں کہہ دو کہ واپس چلی جائیں۔تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت فرمائی کہ وہ اپنے گھروں کو واپس لوٹ جائیں اور آج کے بعد کسی مرنے والے کا ماتم اور بَین نہ کریں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 419-418 حدیث 5563 مسند عبداللہ بن عمروؓ مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

تو اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مُردوں پر نوحہ کرنا ناجائز قرار دے دیا اور کسی بھی قسم کا جو نوحہ ہے اور بَین ہے وہ ختم کر دیا۔بڑی حکمت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں کے جذبات کا خیال رکھا۔انہیں اپنے خاوندوں اور بھائیوں کی جدائی پر ماتم سے روکنے کی بجائے پہلے ان کی توجہ حضرت حمزہ کی طرف پھیری، عظیم قومی صدمہ کی طرف توجہ دلائی جو سب سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غم تھا اور پھر حمزہ پر ماتم اور بَین نہ کرنے کی تلقین فرما کر اپنا نمونہ پیش کر دیا اور انہیں صبر کی تلقین کی، ایسی تلقین جو پُراثر تھی۔جہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حمزہ کی جدائی کے غم کا تعلق ہے وہ آخر تک آپ کو رہا۔

کعب بن مالک نے حضرت حمزہ کی شہادت پر اپنے مرثیہ میں کہا تھا کہ میری آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور حمزہ کی موت پر انہیں رونے کا بجا طور پر حق بھی ہے مگر خدا کے شیر کی موت پر رونے دھونے اور چیخ و پکار سے کیا حاصل ہو سکتا ہے۔وہ خدا کا شیر حمزہ کہ جس صبح وہ شہید ہوا دنیا کہہ اٹھی کہ شہید تو یہ جوانمرد ہوا ہے۔(اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 69 حمزہ بن عبد المطلبؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1996ء)

اللہ تعالیٰ ان صحابہ کے درجات کو بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے اور انہوں نے اپنی قربانیوں کی جو مثالیں قائم کی ہیں وہ رہتی دنیا تک مسلمان یاد رکھیں اور انہوں نے جو اُسوہ قائم کیا اور جو نیکیاں کر کے ہمیں دکھائیں ان کو کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

☆...☆...☆

نماز تراویح

20/اکتوبر 1907ء کو درس قرآن شریف کے بعد **ایک نووارد صاحب نے حضرت حکیم الامت (مولانا نورالدینؓ) سے استفسار کیا کہ نماز تراویح کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں؟۔**

حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ میرے خیال میں ماہ رمضان میں ایک تو روزوں کا حکم ہے۔ دوسرے حسب طاقت دوسروں کو کھانا کھلانے کا۔ تیسرے تدارس قرآن کا۔ چوتھے قیام رمضان کا۔ کیا معنی نمازیں معمول سے زیادہ کوشش۔

صحابہؓ میں تین طریقے قیامِ رمضان کے رائج تھے۔بعضے تو بیس رکعتیں باجماعت پڑھتے تھے۔بعضے آٹھ رکعتیں۔اور بعض صرف تہجد ہی گھر میں پڑھ لیتے۔ اس پر نووارد صاحب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو نماز تراویح کا پڑھنا تین چار دن سے زیادہ ثابت نہیں ہوتا اس لئے بعض لوگ اسے بدعتِ عمریؓ کہتے ہیں۔ حضرت حکیم الامّت نے فرمایا کہ خواہ آنحضرتؐ نے صرف ایک دن ہی نماز تراویح پڑھی ہو سنّت تو ہو گئی۔دوام نہ کرنے سے سنّت تو نہیں ٹوٹتی۔ہاں فرضیت ثابت نہیں ہوتی مگر سنّت پر عمل کرنا بھی تو چاہیے اور یہ جو آپ نے بدعتِ عمری کہی ہے اس میں حرج کیا ہے۔چلو بدعتِ عمریؓ ہی سہی۔خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ** (التوبة:101) اس آیت سے عمرؓ کی اتباع کا بھی تو حکم ہے۔ ان کے سینکڑوں احکام کی اتباع جو صحابہ رضی اللہ عنہم کرتے تھے تو صرف اسی واسطے کہ اللہ کریم کا حکم ہے۔ **وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ**۔

اس پر صاحب موصوف بولے کہ آپ کا اپنا عمل کس طرح سے ہے؟ حضرت حکیم الامّت نے فرمایا کہ اپنے فتویٰ کے برخلاف عمل مَیں کس طرح کر سکتا ہوں۔تراویح کے متعلق میرا فتویٰ تو یہی ہے جو میں نے بتا دیا۔اگر کوئی عمدہ قرآن پڑھنے والا ہو تو اس کے پیچھے بیس رکعت بھی پڑھ لیتا ہوں اور کبھی آٹھ رکعت بھی پڑھ لیتا ہوں اور کبھی صرف تہجد ہی پڑھتا ہوں۔ یہاں تو کُل سنّت صحابہ کی پوری کی جاتی ہے...

(ارشادات نور جلد اوّل صفحہ 346-345)

☆...☆...☆

اطاعت کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ دوسری چیزوں کو انسان کا غلام بنا دیتا ہے۔

اطاعت کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے معجزانہ سلوک کا ایمان افروز واقعہ

(ازافاضات حضرت مرزا طاہر احمد۔ خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 30 ستمبر 1983ء میں فرمایا:

"...کل ہی کی بات ہے ایک دوست نے مجھ سے یہاں یہ سوال کیا تھا کہ معجزہ کیا ہوتا ہے؟ آپ نے اپنی زندگی میں کبھی کوئی معجزہ دیکھا ہے؟ مَیں نے ان سے کہا تھا ایک معجزہ نہیں متعدد، بلکہ بعض پہلوؤں سے اَن گنت معجزے بھی کہہ سکتے ہیں جو مَیں نے دیکھے ہیں۔ جماعتی معجزے بھی ہیں، گزشتہ خلفاء کے معجزے بھی ہیں، میری اپنی ذات سے اللہ تعالیٰ کے معجزانہ سلوک بھی ہیں...اب یہ جو...ذکر چلا معجزہ کا اور خدا کی اطاعت کا تو مجھے خیال آیا کہ احباب کو ایک ایسا واقعہ بتاؤں جس سے آپ کو اندازہ ہو کہ اطاعت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کس طرح انسان کو آزادیاں بخشتا ہے۔ **اطاعت کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ دوسری چیزوں کو انسان کا غلام بنا دیتا ہے اور خدا کا یہ سلوک نظر آتا ہے۔**

چنانچہ یہ جو اطاعت ہے ضروری نہیں کہ براہ راست اللہ کی اطاعت ہو۔ یہ اطاعت بعض دفعہ خدا کے مقرر کردہ خلفاء کی یا ان کے مقرر کردہ امراء کی اطاعت ہوتی ہے۔ بعض دفعہ ان امراء کے مقرر کردہ چھوٹے چھوٹے عہدیداروں کی اطاعت ہوتی ہے۔ یہ بھی اللہ کی اطاعت بن جاتی ہے۔

اس لئے جب میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ اطاعت کرنا سیکھیں اور خدا کی اطاعت کرنا سیکھیں تو مراد صرف یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو فرمایا ہے وہی اطاعت ہے۔ **خدا تعالیٰ کے نظام کو چلانے کے لئے جو بھی خدا کی طرف سے مقرر ہوتا ہے اس کی اطاعت بھی خدا کی اطاعت بن جاتی ہے۔** اس کے مقرر کردہ عہدیداران کی اطاعت بھی خدا کی اطاعت بن جاتی ہے اور یہ مضمون آگے تک چلتا ہے یہاں تک کہ بعض لوگ تکبر سے یہ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ یہ تو چھوٹا آدمی ہے ہم اس کی بات نہیں مانیں گے!؟ ہاں خلیفۂ وقت کی مان لیں گے، اس کی بیعت کی ہے۔ حالانکہ وہ اس روح کو سمجھتے نہیں ہیں کہ خلیفۂ وقت کی پھر کیوں مانو گے وہ بھی تو ایک انسان اور حقیر انسان ہے۔ پھر تم براہ راست خدا سے کہو کہ وہ تم سے کلام کیا کرے اور تمہیں براہ راست ہدایت دیا کرے۔ اگر تمہارے اندر اتنا تکبر ہے، تمہاری اتنی شان ہے تو پھر خلیفۂ وقت کے نمائندہ کی بات بھی نہ مانو بلکہ اس کی بھی نہ مانو۔ پھر نبی کی کیوں مانو گے؟ وہ بھی تو ایک انسان ہے۔ پھر تو براہ راست اللہ سے مطالبہ ہونا چاہئے کہ اے خدا! تُو خود بتا کہ کیا کرنا ہے؟ تب ہم مانیں گے۔ ورنہ کسی انسان کی نہیں مانیں گے اور اگر یہ حرکتیں کریں گے تو اسی کا نام قرآن کریم شیطانیت اور ابلیسیت رکھتا ہے۔ اس لئے **جس اطاعت کے بدلہ پھل ملتا ہے وہ اطاعت کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ اس کے اندر بڑی گہری روح ہے۔ اس میں تو انسان سب سے پہلے اپنے نفس سے آزاد ہوتا ہے تب جا کر اطاعت کرتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ نفس کا غلام ہو اور اللہ کا مطیع ہو۔ یہ دونوں چیزیں آپس میں ٹکرا جاتی ہیں۔ چنانچہ میں آپ کو جو مثال دے رہا تھا کہ اطاعت آپ کو آزاد کر دیتی ہے دوسری چیزوں سے اور دوسری غلامیاں آپ کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کرنے دیتیں۔ یہ اس کی مثال ہے۔ سب سے پہلے نفس کو پاک کرنا پڑے گا۔ اپنے ضمیر کو آزاد کرنا پڑے گا کہ مَیں صرف اور صرف خدا کے سامنے جھکتا ہوں اور خدا کی نمائندگی میں اگر مجھ سے بہت ہی ادنیٰ آدمی بھی مجھ پر حاکم مقرر ہو تو میں اس کے سامنے بھی جھکوں گا۔ یہ ہے اسلامی اطاعت کی روح۔**

اس کی اگر تربیت مل جائے تو اس اطاعت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ بعض دفعہ انسان کو بہت سے معجزات دکھاتا ہے اور یہ بتانے کے لئے اور یقین پیدا کرنے کے لئے کہ میری خاطر تم نے کیا ہے مَیں تمہاری خاطر دنیا کو تمہارا غلام بناؤں گا مَیں اس کی ایک چھوٹی سی مثال پیش کرتا ہوں۔

ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک وفد مشرقی پاکستان بھجوایا جس میں میں بھی شامل تھا۔ وہاں سے واپسی پر مجھے کراچی میں ربوہ سے حضور کا فون پر یہ پیغام موصول ہوا کہ پہلی فلائیٹ پر یہاں پہنچ جاؤ۔ رپورٹ کا انتظار تھا۔ ہمارے بھائی صاحبزادہ حضرت مرزا مظفر احمد صاحب بھی تھے اور ہمارے ایک اور بھائی کرنل مرزا داؤد احمد صاحب جن کے ہاں ہم ٹھہرے ہوئے تھے انہوں نے فون پر پتہ کیا تو بتایا یہ گیا کہ اس دن کی ساری (Flights) پروازیں Booked ہیں صبح کی Flights کا تو سوال ہی نہیں۔ اور جب انہوں نے پوچھا کہ Chance پر کوئی جگہ مل سکتی ہے یعنی اتفاقاً کچھ لوگ رہ جاتے ہیں تو اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ اتنا Rush ہے کہ Chance پر بھی سینکڑوں آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس جلوس کے آخر پر اگر ہم ان کا نام لکھ لیں تو پھر بھی شائد کئی دن کے بعد باری آئے۔ یہ اس وقت Rush کی حالت تھی تو انہوں نے کہا پھر تو ربوہ جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تم چند دن ٹھہرو تمہاری سیٹ بک کروا دیتے ہیں۔ جب باری آ گئی چلے جانا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کی یہ سوچ ہو گی ٹھیک ہے اور اس پر میں اعتراض نہیں کر سکتا لیکن مجھے حضرت صاحب کا حکم ہے کہ تم نے کل ضرور پہنچنا ہے اس لئے میں نے تو ضرور جانا ہے۔ انہوں نے کہا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تم جا ہی نہیں سکتے۔ میں نے کہا سوال بیشک نہ پیدا ہوتا ہو میں نے ائیر پورٹ پر جانا ہے کوشش کرنی ہے پھر اللہ کی جو مرضی، مگر یہاں مَیں چین سے نہیں بیٹھ سکتا کہ خدا تعالیٰ کا خلیفہ مجھے حکم دے کہ تم پہنچو اور میں آپ کے ساتھ بیٹھا آرام سے انتظار کرتا رہوں کہ جو کوشش کرنی تھی کوئی Chance ہے وہ بھی خدا کے ہاتھ میں ہے کوشش تو کرنی چاہئے۔ خیر میں جب صبح روانہ ہوا تو سب نے مذاق سے ہنس کر کہا کہ ہم تمہارا ناشتہ پر انتظار کریں گے واپس آ کر ناشتہ ہمارے ساتھ کرنا۔ میں ائیر پورٹ پر گیا انہوں نے کہا سیٹ ملنے کا کوئی سوال ہی نہیں۔ میں نے کہا بہت اچھا، نہیں ہے تو مَیں یہاں کھڑا رہتا ہوں۔ میں نے کہا Chance؟ انہوں نے کہا Chance کا بھی کوئی سوال نہیں۔ میں نے کہا کوئی حرج نہیں مَیں انتظار کرتا ہوں۔ دیکھتا ہوں کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ میں ابھی انتظار کر رہا تھا کہ اتنے میں وہ جو رجسٹر ہوتا ہے وہ انہوں نے بند کیا اور Call دی کہ جہاز چلنے والا ہے مسافر سوار ہونے کے لئے چلے جائیں۔ چنانچہ رجسٹر Pack کر کے روانہ ہو گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایسا یقین ڈال دیا تھا کہ مَیں نے جانا ہی جانا ہے، مَیں وہیں کھڑا رہا۔ ایک نوجوان لڑکا میرے پاس دوڑتے ہوئے آیا اور کہنے لگا آپ کو لاہور کے لئے ٹکٹ چاہئے؟ میں نے کہا ہاں مجھے چاہئے، کہنے لگا میرے نام کا ہے آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں میرے نام پر سفر کرنے میں۔ میں نے کہا نہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں نے اسی وقت اس کو پیسے دیئے باوجود اس کے کہ اعلان ہو چکا تھا کہ جہاز پرواز کرنے والا ہے رجسٹر وغیرہ Pack کر کے جہاز کے عملہ کے لوگ روانہ ہو چکے تھے۔ میں نے اس کو پیسے دیئے اور ٹکٹ لے لیا کیونکہ پاکستان میں اگر کوئی آدمی (Internal Flight) اندرون ملک پروازوں میں جہاز Miss کرے تو اسے کافی جرمانہ ادا کرنا پڑتا ہے اس لئے وہ بیچارہ گھبرایا ہوا تھا۔ خیر میں کھڑا تھا کہ اتنے میں جہاز کے عملہ کا ایک آدمی دوڑتے ہوئے آیا اور کہا ایک سواری کم ہے کوئی مسافر پیچھے تو نہیں رہ گیا۔ میں نے کہا میں ہوں۔ اس نے میرا سامان پکڑا اور کہا یہ ساتھ ہی جائے گا کیونکہ اب الگ لوڈ کرنے کا وقت نہیں ہے۔ چنانچہ سوٹ کیس ہاتھ میں پکڑا اور ہم دوڑتے دوڑتے جہاز میں سوار ہوئے اور روانہ ہو گئے۔

اب یہ جو واقعہ ہے کوئی دنیادار آدمی ہزار کوشش کرے اس کو اتفاق ثابت کرنے کی، لیکن جس پر گزرا ہو وہ اسے کیسے اتفاق سمجھ سکتا ہے۔ اس کو سوفیصدی یقین ہے کہ **ان سارے واقعات کی یہ (Chain) زنجیر جو ہے۔ یہ اطاعت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام تھا۔** اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا تھا کہ یہ ہوائی جہاز اور ان کے عملہ وغیرہ کی کوئی حیثیت نہیں۔ تم اگر میرے غلام بنتے ہو تو یہ تمہارے غلام بن جائیں گے، تمہارے لئے حالات تبدیل کئے جائیں گے۔ بظاہر یہ ایک چھوٹی سی بات تھی لیکن جس کے ساتھ یہ بات گزرے اس کی زندگی پر یہ بہت گہرا اثر ڈالتی ہے اتنا گہرا اثر کہ ہمیشہ کے لئے دل پر اللہ کا پیار اور اس کا احسان نقش ہو جاتا ہے۔

پس مَیں آپ سے بھی یہ کہتا ہوں کہ آپ کیوں ان تجربوں میں سے نہیں گزرتے؟ جب تک آپ ان تجربوں میں سے نہیں گزرتے آپ اللہ کو نہیں پا سکتے۔ اگر آپ اللہ سے تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو خدا تعالیٰ سے پیار اور محبت کا اتنا گہرا اور اتنا کامل اور اتنا غیر متزلزل تعلق پیدا کرنا پڑے گا کہ دنیا کی کوئی صورت حال آپ کے ارادہ کو بدل نہ سکے۔ آپ عزت کے ساتھ سر اٹھا کر ہر جگہ گھومیں پھریں اور محسوس کریں کہ آپ آزاد ہیں اور یہ لوگ غلام ہیں۔"

(خطبات طاہر جلد 2، صفحہ 506 تا 509)

☆...☆...☆

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ کیمرون از صفحہ نمبر 14

☆ امسال جلسہ پر ملک بھر کے 10 کے 10 ریجنز کے کُل 45 جماعتوں کی نمائندگی ہوئی۔ اب تک بفضلہٖ تعالیٰ کیمرون کے ہر ریجن میں جماعت کا پودا لگ چکا ہے۔

☆ اس بار 29 چیفس آف ویلج، 2 پیرا ماؤنٹ چیفس، 3 گورنمنٹ ریجنل ایڈمنسٹریٹرز اور 3 علاقوں کے کمشنرز جلسہ میں شامل ہوئے۔

☆ لجنہ کی طرف کوئین آف کنگ آف باکیم (Bakim) نے بھی شرکت کی۔ اور دو مسلمان کمیونٹیز کے چیف اماموں نے اپنی بیگمات کو معلومات کے حصول کے لئے جلسہ میں شرکت کے لئے بھجوایا ہوا تھا۔

☆ اس جلسہ کی کارروائی کی خبر 4 نیشنل و انٹرنیشنل TV، 3 لوکل TV، 4 ریڈیوز اور 3 اخباروں نے مختلف وقتوں میں متعدد بار نشر کیں۔

مختلف معزز مہمانوں نے جلسہ کے بارہ میں جو تأثرات دیئے ان میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

☆ امام نجنکی نے کہا: آج میں اپنے تمام خاندان سمیت احمدیت (یعنی حقیقی اسلام) میں شامل ہوتا ہوں۔

☆ امام کوتوبا نے کہا: اس موجودہ زمانہ میں اگر کوئی حقیقی اسلام کی تعلیم دے سکتا ہے تو وہ صرف ایک احمدی ہی ہے۔ اس لئے ہمارے علاقوں میں اسلامی سیرابی کے لئے اگر ضرورت ہے تو ایک احمدی مبلغ کی۔

☆ پیرا ماؤنٹ چیف آف فومباں نے کہا: مجھے اپنی کنگڈم میں کچھ نہیں چاہئے بس احمدیت (یعنی حقیقی اسلام)

☆ نمائندہ میلوں کمیونٹی نے کہا: تمام مذہبی اور اسلامی کانفرنسز سے زیادہ ضروری ہے کہ ہمارے علاقوں میں جماعت احمدیہ کے جلسے ہوں۔

☆ ریجنل اسلامک پریزیڈنٹ نے کہا: آج تمام اسلامی مدرسوں کو اور قرآن کلاسز کو اگر ضرورت ہے تو احمدیہ اسلامی تعلیم سلیبس کی۔ اسلامی سکولوں کو چاہئے کہ وہ احمدیوں کی اسلامی تعلیمات کو اپنے نصاب کا حصہ بنائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ جلسہ اس علاقہ کے احمدیوں کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب بنے اور سعید روحیں اسلام احمدیت کی آغوش میں جلد آئیں۔ آمین ثم آمین۔

☆...☆...☆

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

قرآن مجید کی پاک تاثیرات

(سعید فطرت لوگوں کی توحید اور اسلام کی طرف رہنمائی کے دلچسپ و ایمان افروز واقعات)

(عبدالرب انور محمود خان۔ امریکہ)

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا وہ پاک کلام ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ متقیوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے۔ خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

’’ان الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ (1) قرآن کریم میں وصال الٰہی کی تڑپ پیدا کرنے کے سامان موجود ہیں۔ یعنی ہر فطرت صحیحہ کو اس کی تلاوت کے ذریعہ وہ ضروری دھکا لگتا ہے جس کے بغیر عاشقانہ قدم ارواح اپنے معشوق حقیقی کی طرف نہیں اٹھا سکتیں۔ صرف فلسفیانہ خیالات پیدا ہونا ان کے لئے کافی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ فلسفہ صرف خیالات کو درست کرتا ہے۔ ایک ناقابل برداشت جذبہ اس سے پیدا نہیں ہوتا مگر عمل کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ فطرت انسانی کو ایسا دھکا لگے کہ وہ آپ ہی آپ آگے بڑھتی چلی جائے۔‘‘

اس مضمون میں مندرج تمام کہانیاں اس حقیقت کی پرزور تائید کرتی ہیں اور یہ ثابت کرتی ہیں کہ قرآن کریم فی الحقیقت فطرتِ صحیحہ رکھنے والوں کے لئے موجب ہدایت ہے۔

اس مضمون میں ایسے بعض نیک فطرت افراد کی زندگیوں کی وہ جھلکیاں پیش ہیں جن سے وہ توحید اور اسلام کی طرف مائل ہوئے اور ایک مکمل انقلاب ان کی زندگیوں میں آ گیا اور اس کا باعث قرآن کریم کی چند آیات کا مطالعہ اور اس پر غور بنا اور وہ بلا تردّد توحید حقیقی کے قائل ہو کر داخل اسلام ہوئے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

……………………

جب ایک عمومی نظر ان تمام افراد کے واقعات پر ڈالی جائے تو مندرجہ ذیل امور واضح طور پر سامنے آتے ہیں:۔

1۔ یہ تمام افراد اسلام قبول کرنے سے قبل انتہائی ذہنی دباؤ اور مشکلات میں تھے اور مذاہب سے تقریباً ناامید ہو چکے تھے کیونکہ کسی مذہب نے وہ ذہنی سکون ان کو نہیں پہنچایا جس کی وہ تلاش میں تھے۔

2۔ یہ تمام افراد دل کی اتھاہ گہرائیوں سے کسی نہ کسی رنگ میں خدا تعالیٰ کے وجود کے قائل تھے۔ اور یہ تصور رکھتے تھے کہ دعا کے ذریعے کوئی راستہ ان کے لئے استوار ہو جائے گا۔

3۔ یہ تمام اسلام قبول کرنے والے قرآن کریم سے مکمل طور پر نابلد تھے۔ ان میں سے اکثر نے قرآن کریم نہ کبھی سنا تھا اور نہ دیکھا تھا۔

4۔ ان میں سے کچھ سخت معاندین اسلام تھے اور مسلمانوں کو عیسائی بنانے میں ہمہ تن مشغول تھے۔

5۔ ایک بڑا حصہ ان نئے مسلمانوں کا دنیوی تعلیم اور رتبہ میں چوٹی پر تھا۔ اعلیٰ ڈگریوں کے علاوہ انتہائی اعلیٰ عہدوں پر اور اہم آسامیوں پر فائز تھے۔

6۔ ان میں سے بعض بذریعہ رؤیائے صادقہ ان آیات کی طرف مائل ہوئے اور ایک فرد کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں نظر آئے اور سورۃ النبا کی آیات سمجھائیں۔

7۔ تقریباً تمام واقعات موجودہ سے واضح ہوتا ہے کہ ان نومسلمین کو اسلام اور قرآن کے بارے میں جو باتیں چرچ کی طرف سے یا دیگر ذرائع سے بتائی گئی تھیں وہ محض کذب اور افتراء تھا اور ان کا حقیقتِ اسلام سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔

8۔ بعض پادریوں نے کرسمس کے MASS میں دوران خطاب برملا اسلام قبول کر لیا۔ اور لوگوں سے مزید خطاب جاری رکھنے کی معذرت کر دی۔

9۔ ایک کثیر تعداد میں ان نومسلمین نے بعد از قبول اسلام انتہائی تکالیف اٹھائیں۔ بےگھر ہوئے، بیروزگاری برداشت کی یہاں تک کہ بعض نے اپنے بچے بھی اسلام کی راہ میں پیش کر دیئے اور ایک لحظہ کے لئے بھی اپنا ایمان نہیں کھویا۔

10۔ کئی افراد نے بعد از قبول اسلام محاسن قرآن کریم پر کتب تصنیف کیں۔ بعض نے blogs اور websites جاری کیں اور تقریباً سب کے سب اسلام کے دفاع کے لئے ایک آہنی دیوار بن گئے۔

11۔ کچھ نامور سائنسدان اپنی Professional Conferences میں مجمع کے سامنے کلمہ شہادت پڑھ کر داخل اسلام ہوئے۔

12۔ ایک نومسلم نے لکھا کہ میں نے دنیا کی تمام الٰہی کتب کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے اور ان کا موازنہ قرآن کریم سے ایسا ہی ہے جیسے کہ آفتاب کی روشنی کا دیا سلائی سے۔

13۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ بعض آیات کا اثر مختلف علاقوں میں بسنے والوں پر اور مختلف زمانوں پر پھیلے ہوئے سلسلہ انسانیت پر مختلف زبان بولنے والوں پر اور مختلف نسلوں کے افراد پر بالکل ایک ہی ہوا یعنی قبول اسلام۔ مثلاً 1400 سال بعد ایک بادشاہ پر جس آیت نے اثر کیا آج کی دنیا میں متعدد افراد پر اس آیت کا بالکل وہی اثر ہوا۔

14۔ بعض افراد نے کسی آیت سے متأثر ہو کر یہ لکھا کہ یوں لگتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے شروع سے یہ آیت میرے لئے اتاری تھی اور مجھے آج اس کا علم ہوا۔

15۔ ایک ماہر حساب دان نے یہ لکھا کہ جب بھی میں قرآن پڑھتا ہوں قرآن مجھے 101 فیصد جانتا ہے اور اگلی آیت ان شبہات کا ازالہ کر دیتی ہے جو دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ ایک انتہائی عجیب کتاب ہے ایسا لگتا ہے کہ میں اس کا مطالعہ نہیں کر رہی بلکہ وہ میرا مطالعہ کر رہا ہے۔

16۔ پُرآشوب واقعہ 9/11 کے دوران ڈیوٹی پر فائز افراد نے اپنی ڈیوٹی کے دوران ایک آیت قرآن پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ چنانچہ BBC نے یہ سرخی لگائی:

“From Kabul to Kaba”

یعنی کابل سے کعبہ تک۔

17۔ جس طرح آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں بعض افراد جنہوں نے اسلام قبول کیا انہی آیات کو سن کر عیسائی منادوں نے اپنے چولے اتار دیئے اور حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

18۔ بعض یہودیوں نے جو عہد نامہ قدیم کے ماہرین تھے قرآنی کلام سے مقابلہ کیا اور قرآن کریم کی عظمت کے بے اختیار قائل ہو گئے اور اسلام قبول کیا۔

……………………

ماخوذات

ان واقعات کے حصول کے لئے تعلیلی تحقیق کی گئی اور مندرجہ ذیل اقسام پر یہ ماخوذات مشتمل ہیں:

☆ پرنٹ میڈیا میں شائع شدہ کتب۔

☆ الیکٹرانک میڈیا میں شائع شدہ کتب (online)۔

☆ YouTube پر ریکارڈ کی ہوئی کہانیاں اور انٹرویو۔

☆ کتب احادیث اور اسلامی تاریخ۔

☆ مختلف اسلامی ویب سائٹس پر جاری کی جانے والی کہانیاں۔

☆ بعض افراد سے فون پر براہ راست رابطے کئے گئے۔ انہوں نے ای۔میل سے جواب دیئے۔

☆ سعودی عرب کی ایک تنظیم نے ای۔میل سے متعدد کہانیاں بھجوائیں۔ ان میں سے صرف چار کا انتخاب کیا گیا۔

☆ بعض واقعات انٹرنیشنل اخبارات اور جرائد سے اخذ کئے گئے۔

☆ بعض افراد سے براہ راست گفتگو کر کے کہانی کی صداقت پرکھی گئی۔

☆ بعض احادیث کے حوالہ جات دیئے گئے جو عرف عام میں نامعلوم ہیں۔

☆ سارے حوالہ جات کو باریکی سے چیک کیا گیا اور ان کی صحت کی مقدور بھر کوشش کی گئی۔ بعض کتب مہیا ہیں مگر ان کے مطبع خانے قائم نہیں۔

……………………

نظم و ترتیب

ان واقعات کے دو حصّے بنائے گئے ہیں۔ پہلے حصّہ میں رسول مقبول ﷺ کی حیات مبارکہ کے دور کے جن افراد کے واقعات ملے ان کو جمع کیا گیا ہے۔ دوسرے حصّہ میں باقی تمام واقعات جو دور حاضر کے نومسلمین کے ہیں، ان کو لکھا گیا ہے۔

اگرچہ قبول اسلام کے سینکڑوں محرکات ہیں۔ بعض اذان سن کر مسلمان ہو جاتے ہیں۔ بعض اسلامی تعلیمات مثلاً حفظانِ صحت سے متاثر ہو کر، بعض نماز کی ماہیت اور اس کی ادائیگی کے زیر اثر۔ بعض دوسرے مسلمانوں کے عمدہ کردار سے متاثر ہو کر۔ قطع نظر دیگر ذرائع یا محرکات کے اس مضمون میں صرف ان افراد کے واقعات شامل کئے گئے ہیں جو چند آیات پڑھ کر، سن کر اور ان پر غور کر کے مسلمان ہو گئے۔

بعض ایسی آیات ہیں کہ متعدد افراد مختلف مقامات اور مختلف زمانوں میں بالکل یکساں طور پر ان سے متأثر ہوئے۔ ایسی آیات کے ضمن میں ان سب کی داستانیں یکے بعد دیگرے پیش کی گئی ہیں۔

… … … … … … …

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اپنی کتاب ’سرمہ چشم آریہ‘ میں تحریر فرماتے ہیں:

’’قرآن شریف ایسے کمالات عالیہ رکھتا ہے جو اس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحف سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے۔ کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اس میں درج نہ ہو۔ کوئی فکر ایسے برہان عقلی پیش نہیں کر سکتا جو پہلے ہی سے اس نے پیش نہ کی ہو۔ کوئی تقریر ایسا قوی اثر کسی دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پُر برکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے۔ وہ بلا شبہ صفات کمالیّہ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مصطفّٰی آئینہ ہے جس میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارجِ عالیہ معرفت تک پہنچنے کے لئے درکار ہے۔‘‘

(سرمہ چشم آریہ صفحہ 23,24 حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 71۔72 حاشیہ)

……………………

(1)

سورۃ طٰہٰ آیات 15 تا 17

حضرت عمر فاروقؓ کا قبول اسلام

اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ ○ (طٰہٰ 15)

یقیناً میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ پس میری عبادت کر اور میرے ذکر کے لئے نماز کو قائم کر۔

اِنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ اَکَادُ اُخۡفِیۡہَا لِتُجۡزٰی کُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا تَسۡعٰی ○ (طٰہٰ 16)

ساعت ضرور آنے والی ہے۔ بعید نہیں کہ میں اسے چھپائے رکھوں تا کہ ہر نفس کو اس کی جزا دی جائے جو وہ کوشش کرتا ہے۔

فَلَا یَصُدَّنَّکَ عَنۡہَا مَنۡ لَّا یُؤۡمِنُ بِہَا وَ اتَّبَعَ ہَوٰىہُ فَتَرۡدٰی ○ (طٰہٰ 17)

پس ہرگز تجھے اُس (کے تقاضے پورے کرنے) سے وہ نہ روک سکے جو اس پر ایمان نہیں لاتا اور اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے ورنہ تُو ہلاک ہو جائے گا۔

……………………

حضرت عمر فاروقؓ کا قبول اسلام انتہائی دلچسپ واقعہ ہے اور قرآن کریم کے دلکش اور دل پذیر اثر پر مہر صداقت ہے۔ تاریخ میں مندرجہ بالا آیات حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کا سبب بیان کی جاتی ہیں۔ تاریخ کے گہرے مطالعے سے ایک بات یہ سامنے آئی کہ ان آیات کی سماعت کے واقعہ سے قبل ایک اور واقعہ رُونما ہوا جو کم بیان کیا جاتا ہے۔ پہلے ہم اس کم شنید واقعہ کو بیان کرتے ہیں اور پھر مندرجہ بالا آیت کے زیر اہتمام کھلم کھلا حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کی داستان قلم کریں گے۔

ورڈ پریس نے یہ لکھا کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب خانہ کعبہ تشریف لے گئے اور آنحضرت ﷺ کو مصروف عبادت دیکھا۔ آپ نے قریب جا کر سننے کی کوشش کی۔ حضور ﷺ سورۃ الحاقہ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ حضرت عمر نے اسے سن کر کہا بخدا یہ تو عجیب شاعرانہ کلام ہے۔ جب انہوں نے یہ فقرہ کہا حضور ﷺ اس آیت پر پہنچے تھے کہ یہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور کوئی شاعرانہ کلام نہیں اور بہت کم لوگ اس سے واقف ہیں۔ یہ سن کر انہوں نے یہ فقرہ ازخود کہا کہ یہ کسی کاہن کا کلام ہوگا۔ حضور ﷺ نے اگلی آیت تلاوت فرمائی:

وَ لَا بِقَوۡلِ کَاہِنٍ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ۔ یعنی

نہ ہی یہ کاہن کا کلام ہے بلکہ یہ رب العالمین کا نازل کردہ کلام ہے۔ (الحاقۃ:43-42)

اس پر حضرت عمر وہاں سے چلے گئے۔ اپنی زندگی میں انہوں نے یہ اعتراف کیا کہ اس لمحہ اسلام میرے دل میں داخل ہو گیا تھا۔

اس واقعہ نے قرآن کریم کی عظمت کے ساتھ آنحضرت ﷺ سے نفرت بھی بے حد بڑھا دی۔ اور ایک گرم شام کو رؤسائے قریش نے یہ فیصلہ کیا کہ محمد ﷺ کو جان سے ختم کر دیا جائے۔ عمر نے فوراً اپنی خدمات پیش کر دیں۔ رؤسائے مکہ نے آپ کی یہ پیشکش قبول کر لی اور آپ کو اجازت دے دی کہ یہ کام کر دیا جائے۔

آنحضرت ﷺ اس وقت ارقم کے گھر تھے۔ حضرت عمر نے وہاں جانے کا قصد کیا اور ننگی تلوار لے کر چل پڑے۔ راستہ میں ان کی ملاقات نعیم بن عبداللہ سے ہوئی۔ جنہوں نے غضب سے بھرے ہوئے عمر سے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ حضرت عمر نے بتایا کہ وہ محمد کو ختم کرنے جاتے ہیں۔ اس پر نعیم نے کہا قریش کے لوگ تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔ یہ نہ کرو۔ اس پر حضرت عمر نے کہا لگتا ہے تم بھی مسلمان ہو چکے ہو۔ کیوں نہ تم کو پہلے ختم کر دوں۔ نعیم نے جواب دیا کہ میں تم کو بتاؤں کہ تمہاری بہن اور بہنوئی بھی مسلمان ہو چکے ہیں۔ اتنا سننا تھا کہ حضرت عمر اپنی بہن کے گھر چل پڑے اور دروازے پر دستک دی۔ ان کو تلاوت کی آواز آ رہی تھی۔ ان کی بہن نے دروازہ کھولا۔ حضرت عمر نے نہایت غصہ سے دریافت کیا کہ کیا تم مسلمان ہو چکے ہو؟ ان کے بہنوئی نے اثبات میں جواب دیا اور ان کو سمجھانے لگے۔ حضرت عمر کسی بیان کو پسند نہیں کرتے تھے اور آگے بڑھ کر ان پر وار کرنے کے لئے بڑھے۔ اپنے شوہر کو بچانے کے لئے ان کی بہن درمیان میں آ گئیں۔ اور ان کے چہرے پہ ہلکا اثر پڑا اور خون رواں ہو گیا۔ انہوں نے حضرت عمر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہایت جرأت سے کہا ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ جو کرنا ہے کرو اور کلمہ طیبہ پڑھا۔ حضرت عمر نے اپنی بہن کے چہرے پر خون دیکھا اور اتنی جرأت کا مظاہرہ دیکھا تو ان کے مزاج میں ٹھنڈک آ گئی اور انہوں نے اپنی بہن سے کہا مجھے وہ عبارت سناؤ جو تم پڑھ رہے تھے۔ اس پر ان کی بہن نے کہا پہلے نہا کر آؤ پھر اس پاکیزہ کلام کو سنو۔ وہ تیار ہو گئے تو انہوں نے سورۃ طہٰ کی آیات 15 سے 17 پڑھ کر سنائیں۔ حضرت عمر کے دل میں یہ آیات اتر گئیں اور انہوں نے اسلام قبول کرنے کا قصد کر لیا۔ وہ سیدھے دار ارقم پہنچے جہاں آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔ صحابہ نے عمر کے ہاتھ میں تلوار دیکھی تو انہیں شبہ ہوا کہ حالات اب خراب ہو رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے ارشاد پر انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ حضرت عمر اندر تشریف لائے تو آنحضور ﷺ نے آپ کے آنے کا مقصد دریافت کیا تو حضرت عمر نے عرض کی کہ میں مسلمان ہونے آیا ہوں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور صحابہ نے مل کر اللہ اکبر سے اس کا جواب دیا۔

یہ واضح رہے کہ اس واقعہ سے چند روز قبل آنحضرت ﷺ نے یہ دعا کی تھی کہ اے خدا! مجھے دونوں عمروں میں سے ایک عمر عطا فرما یعنی عمرو بن ہشام ابوجہل یا عمر بن الخطاب۔ اللہ تعالیٰ نے کیسے پیارے رنگ میں حضور ﷺ کی دعا سنی۔ سچ ہے

جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

(کہانی کا یہ حصہ رشید چوہدری صاحب کی تصنیف حضرت عمر فاروقؓ سے لیا گیا ہے۔)

(https://invitation2islam.wordpress.com/2009/1028/how-umar-ibn-khattab-became-muslim)

....

2

سورۃ الانعام آیات 152 اور 153

حضرت اسعد بن زرارہؓ کی قبول اسلام کی دلچسپ داستان

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○

ترجمہ: تُو (ان سے) کہہ کہ آؤ جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے میں پڑھ کر سناؤں۔ (اس کا حکم ہے) کہ تم اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور والدین سے احسان کرو اور مفلس ہو جانے کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی۔ اور بدیوں کے قریب (بالکل) نہ جاؤ۔ نہ ان میں سے ظاہر (بدیوں) کے نہ چھپی (بدیوں) کے۔ اور یہ کہ اس نفس کو جسے (قتل کرنا) اللہ نے منع فرمایا ہے (شریعت یا قانون کی) اجازت کے بغیر قتل نہ کرو۔ اللہ اس بات کا تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے تاکہ تم بدیوں سے رکو۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○

ترجمہ: اور (یہ حکم دیتا ہے کہ) تم یتیم کے مال کے پاس اس کے جوانی کے پہنچنے تک بے احتیاطی سے نہ جاؤ۔ اور انصاف کے ساتھ ماپ اور تول دو۔ ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ حکم نہیں دیتے (یہ کہ) جب تم کوئی (بات) کہو تو گو وہ شخص (جس کے متعلق بات کہی گئی ہو) قریبی ہو انصاف سے کام لو اور اللہ کے عہد کو بھی (پورا) کرو۔ وہ اس (امر) کی تمہیں اس لئے تاکید کرتا ہے کہ تم نصیحت حاصل ہو۔

....

مندرجہ بالا آیات کی سماعت کے بعد قبیلہ خزرج کے چھ افراد فوری طور پر اسلام لے آئے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مدینہ میں دو یہودی قبائل اوس اور خزرج کی نسلوں سے خانہ جنگی کا شکار تھے کہ اچانک ایک قبیلے کے سربراہ اسعد بن زرارہ کے ذہن میں خیال آیا کہ کیوں نہ قریش سے مدد حاصل کی جائے۔ چنانچہ وہ اس غرض سے مکہ آئے اور رؤسائے قریش سے اپنا مدعا بیان کیا۔ عتبہ بن ربیعہ، جو ان کے دوست تھے، نے معذرت کر لی اور کہا کہ وہ آجکل اپنے مسائل کا شکار ہیں اور ایک مشکل یہ آن پڑی ہے کہ ان کی قوم میں سے ایک شخص نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اس طور پر خاندان میں فساد پڑ رہا ہے۔ زمانہ حج کے علاوہ وہ شعب ابی طالب میں رہتا ہے لیکن حج کے زمانے میں حجر اسمٰعیل کے پاس رہتا ہے اور تمام لوگوں کو اپنے مذہب کی دعوت دیتا ہے۔ اس عرض حال کو سن کر زرارہ نے ارادہ کیا کہ وہ مزید کسی سے نہیں ملے گا اور واپسی کا قصد کیا لیکن واپسی سے پہلے زیارت خانہ کعبہ ضرور کرے گا۔ یہ چھ افراد کعبہ کی زیارت کے لئے گئے اور آنحضرت ﷺ کو صحن کعبہ میں گفتگو کرتے ہوئے دیکھا۔ یہ حضور ﷺ کی طرف گئے اور صبح بخیر کہہ کر مخاطب ہوئے۔ اس پر خدا کے رسول نے آپ کو توجہ دلائی کہ آپ کو ملاقات کا آغاز السلام علیکم سے کرنا چاہئے۔ پھر آپ نے اسلام کا تعارف کرایا اور سورۃ الانعام کی آیات 153-152 تلاوت کیں۔ ان سب نے غور سے یہ آیات سنیں اور پھر آپس میں مشورہ کیا کہ ہمیں مدینہ جانے سے پہلے اسلام قبول کر لینا چاہئے۔ چنانچہ ان چھ افراد نے حضور ﷺ کی دعوت پر اسلام قبول کر لیا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اپنی تصنیف 'سیرت خاتم النبیین' میں اس واقعہ کا ذکر یوں کیا ہے:

''(خزرج کے ان افراد کو) آنحضرت ﷺ نے مخاطب ہو کر فرمایا: کیا آپ لوگ میری کچھ باتیں سن سکتے ہیں''۔

انہوں نے کہا: ہاں! آپ کیا کہتے ہیں؟

آپؐ بیٹھ گئے اور ان کو دعوت اسلام دی اور قرآن شریف کی چند آیات سنا کر اپنے مشن سے آگاہ کیا۔ ان لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا یہ موقعہ ہے ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے سبقت لے جائیں۔ یہ کہہ کر سب مسلمان ہو گئے۔ ان اشخاص کے نام یہ تھے:

1۔ ابو امامہ اسعد بن زرارہؓ جو بنو نجار سے تھے اور تصدیق کرنے میں سب سے اوّل تھے۔

2۔ عوف بن حارثؓ یہ بھی بنو نجار سے تھے جو آنحضرت ﷺ کے دادا عبدالمطلب کے ننھیال کا قبیلہ تھا۔

3۔ رافع بن مالکؓ جو بنو زریق سے تھے۔ اب تک جو قرآن شریف نازل ہو چکا تھا اس موقعہ پر آنحضرت ﷺ نے ان کو عطا فرمایا۔

4۔ قطبہ بن عامرؓ جو بنو سلمہ سے تھے۔

5۔ عقبہ بن عامرؓ جو بنی حرام سے تھے۔

6۔ جابر بن عبداللہ بن رمانؓ جو بنی عبیدہ سے تھے۔

اس کے بعد یہ لوگ آنحضرت ﷺ سے رخصت ہوئے اور جاتے ہوئے عرض کی کہ خانہ جنگیوں نے ہمیں بہت کمزور کر رکھا ہے اور ہم میں آپس میں بہت نااتفاقیاں ہیں۔ ہم یثرب میں جا کر اپنے بھائیوں میں اسلام کی تبلیغ کریں گے۔ کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ ہم کو پھر جمع کر دے۔ پھر ہم ہر طرح آپ کی مدد کو تیار ہوں گے۔ یہ لوگ گئے اور ان کی وجہ سے یثرب میں اسلام کا چرچا ہونے لگا''۔

(از 'سیرت خاتم النبیین' تحریر فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ جلد اول صفحہ 222)

پروفیسر انصارین کی تحقیق کے مطابق یہ آیات سورۃ انعام کی دو آیات 152,153 تھیں جو تازہ نازل ہوئی تھیں۔ اگلے سال چھ افراد مکہ آئے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس طرح رفتہ رفتہ یثرب میں اسلام کی اشاعت شروع ہوئی۔

(یہ ان کی ویب سائٹ سے حاصل کیا گیا ہے جس کا لنک یہ ہے۔)

(http://imamreza.net/eng/imamreza.php?print=1053)

....

3

سورۃ مریم رکوع نمبر 1 – 2

نجاشی بادشاہ ابی سینیا کا قبول اسلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (1)

میں اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے پڑھتا ہوں

كٓهٰيٰعٓصٓ (2)

ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا (3)

اے عالم وصادق خدا تو کافی اور ہادی ہے۔ اس سورۃ میں تیرے رب کی اس رحمت کا ذکر ہے جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی۔

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا (4)

اس وقت کہ جب اس نے اپنے رب کو آہستہ آواز سے پکارا۔

....

قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِيْ نَبِيًّا (31)

(یعنی ابن مریم) نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب بخشی اور مجھے نبی بنایا

وَّ جَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَ اَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا (32)

اور میں جہاں کہیں بھی ہوں اس نے مجھے بابرکت (وجود) بنایا ہے۔ اور مجھے نماز اور زکوٰۃ کا تاکیدی حکم دیا ہے جب تک میں زندہ ہوں۔

وَّبَرًّا بِوَالِدَتِيْ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا (33)

اور مجھے اپنی والدہ سے نیک سلوک کرنے والا بنایا ہے اور مجھے ظالم اور بدبخت نہیں بنایا

وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَ يَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا (34)

اور جس دن میں پیدا ہوا تھا اس دن بھی مجھ پر سلامتی نازل ہوئی تھی اور جب میں مروں گا اور جب مجھے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

....

تخلیق انسانی کا ذکر کرتے وقت اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کیا ہے کہ ہم نے انسان کی تخلیق بہترین اجزائے ترکیبی سے کی ہے اور ان کو اپنی فطرت پر تخلیق کیا ہے۔ جونہی قلب انسانی ساری آلائشوں سے صاف ہو کر خدا تعالیٰ کا پاک کلام سنتا ہے تو یک لخت وہ اس سے متاثر ہو کر سر تسلیم خم کر لیتا ہے۔ رونا آنسوؤں کا یک بیک بہ پڑتا ہے۔ یہ اس قلبی کیفیت کی نشاندہی ہے جو الفاظ میں بیان کرنی اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اسی کیفیت کا نقشہ قرآن کریم نے خود کھینچا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○

اور جب وہ سنتے ہیں جو اس رسول کی طرف اتارا گیا تو تُو دیکھے گا کہ ان کی آنکھیں آنسو بہانے لگتی ہیں اس کی وجہ سے جو انہوں نے حق کو پہچان لیا۔ وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے پس ہمیں گواہی دینے والوں میں تحریر کر لے۔ (سورۃ المائدہ: 84)

ابن ہشام اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی یہ آیت نجاشی بادشاہ پر چسپاں ہوتی ہے جب جعفر بن ابوطالبؓ نے سورۃ مریم کی آیات ان کے سامنے تلاوت کیں۔ چنانچہ وہ مزید اس کیفیت کو اس طرح لکھتے ہیں کہ بادشاہ کی ریش پر ان کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ اور اس کیفیت کا مشاہدہ موجود تمام حاضرین نے کیا۔ ہر تاریخ نے اس کیفیت کو اسی طرح تحریر کیا ہے جو یہ آیت کریمہ بتلا رہی ہے۔

ابی سینیا کے بادشاہ کا قبول اسلام

جب آنحضور ﷺ نے دعویٰ نبوت فرمایا تو جن

لوگوں نے حضور ﷺ کے پیغام کو سنا اور مسلمان ہو گئے، مکّہ والوں نے بے دردی اور بہیمانہ طریق پر ان پر مظالم کی بوچھاڑ کر دی۔ تین سال خدا کے نبی کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا اور وہ کون سا ظلم تھا جو مسلمانوں پر روا نہ رکھا گیا ہو۔ ان حالات میں آنحضرت ﷺ نے چند مومنین کو ایبی سینیا ہجرت کرنے کی یہ کہہ کر اجازت دی کہ وہاں کا بادشاہ ایک عادل بادشاہ ہے اور وہ آپ لوگوں سے مروّت کا سلوک کرے گا۔ چنانچہ 83 افراد پر مشتمل ایک قافلہ ایبی سینیا کی طرف ہجرت کر گیا۔ جب کفار کو اس قافلہ کی روانگی کا علم ہوا تو انہوں نے اس قافلے کا پیچھا کیا۔ مگر جب تک وہ ان کے تعاقب کے لئے پہنچے وہ قافلہ ساحل سمندر سے روانہ ہو چکا تھا۔ ان کو اس میں کامیابی نہیں ہوئی تو انہوں نے دو افراد پر مشتمل ایک ٹیم ایبی سینیا کی طرف روانہ کی تا کہ بادشاہ سے کہہ کر قافلے کو واپس مکہ بھجوایا جائے۔ انہوں نے بادشاہ کے لئے قیمتی تحائف کا اہتمام کیا اور وہ بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو گئے۔ انہوں نے بادشاہ سے کہا: ’’یہ مکہ والے لوگ ہمیں چھوڑ کر آپ کے پاس پناہ لینے آئے ہیں۔ ان سب نے دین میں تفرقہ مچایا ہے۔ وہ بھاگ کر آپ کے ملک میں آ گئے ہیں۔ اور یہاں بھی انہوں نے وہی بربادی اور انتشار پھیلانا ہے جو وہ وہاں کرتے تھے۔ یہ عیسیٰ ابن مریم کو خدا کا بیٹا نہیں مانتے اور کسی کے آگے یہاں تک کہ آپ کے آگے بھی سر نہیں جھکاتے۔ ان کو ہمارے حوالے کر دیں یا واپس بھیج دیں۔‘‘

بادشاہ نجاشی نے جواباً ترش لہجے میں کہا ’’قسم خدا کی میں ان لوگوں کو زیرنگوں نہیں کروں گا جو بے یار و مددگار ہیں اور میرے وطن میں پناہ گزیں ہیں۔ میں ان سے گفتگو کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔ اگر واقعتًا وہ ایسے ہی ہیں جیسے تم کہتے ہو تو اور بات ہے اور میں ان کو واپس بھیج دوں گا لیکن اگر اس کے برعکس حقیقت نکلی تو میں ان کو نہ صرف پناہ دوں گا بلکہ ان کا پورا خیال رکھوں گا۔‘‘ (ابن ہشّام)

بادشاہ نے مسلمانوں کے لیڈر کو بلایا اور جعفر بن ابوطالبؓ مسلمانوں کے نمائندے کی حیثیت سے دربار میں حاضر ہوئے۔ نجاشی نے ان سے سوال کیا: ’’کیا آپ کے پاس کوئی چیز خدا کی طرف سے ہے جو آپ پیش کر سکتے ہیں؟‘‘

جعفرؓ نے اثبات میں سر ہلایا۔ نجاشی نے ان کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ اس بیان کو پڑھیں۔ جعفرؓ نے سورۃ مریم کی آیات کی تلاوت شروع کی۔ بادشاہ کے آنسو جاری ہو گئے اور اس کی ریش پر گرنے لگے۔ اسی طرح تمام بشپس جو وہاں موجود تھے ان کی کتب کے اوراق بھیگ گئے۔

نجاشی نے کہا جو پڑھا گیا ہے اور جو مسیح لے کر آئے تھے وہ ایک ہی ہستی کی طرف سے ہے۔ تم دونوں جا سکتے ہو۔ خدا کی قسم میں ان کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔ اور ان سے کوئی بے وفائی نہیں ہو گی۔

اس واقعے کے بعد کفار کے نمائندہ نے کہا کہ کل میں ان کے خلاف اور ثبوت مہیا کروں گا۔ دوسرے ساتھی نے اس کو منع بھی کیا مگر وہ باز نہ آیا اور اگلے دن پھر دربار میں حاضر ہوا اور کہا کہ ’’یہ عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں خطرناک خیال رکھتے ہیں۔‘‘

بادشاہ نے دوبارہ مسلمان نمائندے کو بلایا۔ چنانچہ جعفرؓ کو مخاطب کرتے ہوئے بادشاہ نے پوچھا کہ عیسیٰ کے بارے میں کیا خیال ہے؟‘‘۔ تو جعفرؓ نے کہا ہمارے نبی وہ کہتے ہیں جو خدا نے فرمایا اور سورۃ مریم کی آیات کی تلاوت کی۔ ان کا ترجمہ یہ ہے:

’’یہ سن کر ابن مریم نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب بخشی اور مجھے نبی بنایا اور میں جہاں کہیں بھی ہوں اس نے مجھے بابرکت (وجود) بنایا ہے اور مجھے نماز اور زکوٰۃ کا تاکیدی حکم دیا ہے جب تک میں زندہ ہوں اور مجھے اپنی والدہ سے نیک سلوک کرنے والا بنایا ہے اور مجھے ظالم اور بدبخت نہیں بنایا اور جس دن میں پیدا ہوا تھا اس دن بھی مجھ پر سلامتی نازل ہوئی تھی اور جب میں مروں گا اور جب مجھے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا‘‘۔

نجاشی نے ایک تنکا اٹھایا اور کہا کہ جو تم نے بیان کیا ہے اس سے اس تنکے برابر بھی میں عیسیٰ علیہ السلام کو زائد نہیں سمجھتا۔ اس بیان پر نجاشی کے جرنیلوں نے تلملا کر کچھ ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ تو نجاشی نے ان کو کہا کہ ’تم بے شک تلملاؤ‘ اور مسلمانوں کو کہا کہ ’تم میرے ملک میں محفوظ ہو اور امن سے رہو۔ اور جو تم پر لعنت بھیجے گا اس پر جرمانہ عائد کیا جائے گا۔ ایک سونے کے پہاڑ کے عوض بھی کوئی تمہارا بال بیکا نہ کر سکے گا۔‘ کفار کو سارے تحائف واپس کر دیئے۔ اور ان سے کہا کہ ’خدا نے مجھ سے کوئی رشوت نہیں لی تھی جب میری بادشاہت مجھے عطا کی، جو میں تم سے رشوت لوں۔‘ اس پر وہ سب شرمندہ ہو کر اپنے تحائف واپس لے کر چلے گئے۔

(ابن اسحٰق محمدؒ کی سوانح عمری 153,154)

نجاشی کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تبلیغی خط

جعفر بن ابوطالبؓ نے بادشاہ کو آنحضرت ﷺ کا خط پیش کیا جو درج ذیل ہے

’’میں اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں جو بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ یہ خط اللہ کے رسول محمد (ﷺ) کی طرف سے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے نام ہے۔

’اے بادشاہ! آپ پر خدا کی سلامتی ہو۔ اس کے بعد میں آپ کے سامنے اس خدا کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں۔ وہی زمین و آسمان کا حقیقی بادشاہ ہے۔ جو تمام خوبیوں کا جامع اور تمام نقصوں سے پاک ہے۔ وہ مخلوق کو امن دینے والا اور دنیا کی حفاظت کرنے والا ہے۔ اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ ابن مریم خدا کے کلام کے ذریعے مبعوث ہوئے اور اس کے حکم سے عالم وجود میں آئے جو اس نے مریم بتول پر نازل کیا تھا۔۔۔ اور اے بادشاہ! میں آپ کو خدائے واحد کی طرف بلاتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں اور میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ خدا کی اطاعت میں میرے ساتھ تعاون کریں اور میری اتباع اختیار کرتے ہوئے اس کلام پر ایمان لائیں جو مجھ پر نازل ہوا۔ کیونکہ میں خدا کا رسول ہوں اور اسی حیثیت میں آپ کو اور آپ کی رعایا کو خدا کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے آپ کو اپنا پیغام پہنچا دیا ہے اور اخلاص اور ہمدردی کے ساتھ آپ کو صداقت کی طرف دعوت دی ہے۔ پس میرے اخلاص اور ہمدردی کو قبول کریں۔ میں (اس سے قبل) آپ کی طرف اپنے چچازاد بھائی جعفر اور ان کے ساتھ بعض دوسرے مسلمانوں کو بھجوا چکا ہوں اور سلامتی ہو ہر اس شخص پر جو خدا کی ہدایت کو اختیار کرتا ہے۔‘‘

جب آنحضرت ﷺ کا یہ خط نجاشی کو پہنچا تو اس نے اس کو آنکھوں سے لگایا اور ادب کے طریق پر اپنے تخت سے نیچے اتر آیا۔ اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ خدا کے رسول ہیں۔ پھر اس نے ہاتھی دانت کی ڈبیہ منگوائی اور اس میں حضور ﷺ کا خط محفوظ کر کے رکھ دیا اور کہا میں یقین رکھتا ہوں کہ جب تک یہ خط ہمارے گھرانے میں محفوظ رہے گا، اہل حبشہ اس کی وجہ سے خیر و برکت پاتے رہیں گے۔ تاریخ الخمیس کا مصنف لکھتا ہے یہ خط آج تک حبشہ کے شاہی خاندان میں محفوظ ہے۔

(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 825-823)

بادشاہ نجاشی نے اس خط کا جو جواب لکھا وہ ذیل میں درج ہے:

’’ اللہ کے نام کے ساتھ جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ یہ خط محمد ﷺ کے نام نجاشی اصحمہ کی طرف سے ہے۔ یا رسول اللہ آپ پر سلامتی ہو۔ اور اس خدا کی طرف سے برکتیں نازل ہوں جس کے سوا کوئی قابل پرستش نہیں۔

اور وہی ہے جس نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت دی ہے۔ اس کے بعد یا رسول اللہ! آپ کا خط مجھے پہنچا۔ خدا کی قسم جو کچھ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بیان کیا ہے میں انہیں اس سے ذرہ بھر بھی زیادہ نہیں سمجھتا۔ اور ہم نے آپ کی دعوت حق کو سمجھ لیا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے سچے رسول ہیں جن کے متعلق پہلے صحیفوں میں بھی خبر دی گئی تھی۔ پس میں آپ کے چچازاد بھائی جعفر کے ذریعے آپ کے ہاتھ پر خدا کی خاطر بیعت کرتا ہوں۔۔۔۔ اور اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو آپ پر اور اس کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔‘‘

آنحضرت ﷺ نے جو خط نجاشی کو لکھا اور نجاشی نے اس کا جو جواب دیا ان دونوں میں ایک خاص کیفیت پائی جاتی ہے جو اور کسی خط میں نظر نہیں آتی۔ ایک طرف آنحضرت ﷺ کے خط کے الفاظ اس امید سے معمور نظر آتے ہیں کہ انشاء اللہ آپ کی تبلیغ سے نجاشی ضرور مسلمان ہو جائے گا۔ اور دوسری طرف نجاشی کا خط اس حقیقت کا حامل ہے کہ گویا اس کی روح پہلے سے صداقت کو قبول کرنے کے لئے تیار بیٹھی ہے۔ بہرحال خدا تعالیٰ نے نجاشی کو اسلام کی توفیق عطا کی۔ اور یہ وہی نجاشی ہے جو 9 ہجری میں فوت ہوا اور آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے یہ فرماتے ہوئے اس کی نماز جنازہ ادا کی کہ ’’تمہارا صالح بھائی نجاشی حبشہ میں فوت ہو گیا ہے۔ آؤ ہم سب مل کر اس کی روح کے لئے دعا کریں۔‘‘ (زرقانی جلد 3 صفحہ 344,345 بخاری و مسلم نیز زرقانی جلد 3 صفحہ 366)

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمدؓ صفحات 825-824)

... ...(باقی آئندہ)

خلفاء دلائل اور آدمیوں کے انتخاب سے نہیں خدا کی تائید اور نصرت سے بنتے ہیں۔۔۔ از صفحہ 14

اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّاں بھی کر سکتا ہے اس کے لیے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔‘‘

(الفرقان خلافت نمبر مئی، جون 1967ء صفحہ 28)

... ...

خلیفہ کی فرمانبرداری پر جماعت میں اتفاق، اتحاد اور وحدت موقوف ہے

❁... ’’حضرت صاحب کے زمانے میں مَیں نے چودہ سو کارڈ چھپوائے تھے کہ چودہ سو آدمیوں کی جماعت ہو کر ہم حضرت صاحب سے بیعت کریں گے اور اس فضل سے حصہ لیں گے جو جماعت سے مختص ہے۔ خدا نے خلوص نیت کو نوازا اور چودہ سو سے کئی لاکھ اس جماعت کو بنا دیا۔ اب ضرورت ہے اس جماعت میں اتفاق اتحاد اور وحدت کی اور وہ موقوف ہے خلیفہ کی فرمانبرداری پر‘‘۔

(خطبات نور صفحہ 418,417)

❁... ’’آخر میں ایک بات اَور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستور العمل ہو۔ باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہو گئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے۔ اس لیے چاہیے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آ سکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرو۔ کیونکہ شکر کرنے پر اِزْدِیَادِ نعمت ہوتا ہے۔‘‘

(خطبات نور صفحہ 131)

... ...

❁... ’’اللہ جل شانہ کی سچی فرمانبرداری اختیار کرو۔ اس کی اطاعت کرو۔ اس سے محبت کرو۔ اس کے آگے تذلّل کرو۔ اس کی عبادت کرو۔ اور اللہ کے مقابل کوئی غیر تمہارا مطاع، محبوب، مطلوب، امیدوں کا مرجع نہ ہو۔ اللہ کے مقابل تمہارے لئے کوئی دوسرا نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تمہیں ایک طرف بلاتا ہو اور کوئی اور چیز خواہ وہ تمہارے نفسانی ارادے اور جذبات ہوں یا قوم اور برادری (سوسائٹی) کے اصول اور دستور ہوں، سلاطین ہوں، امراء ہوں، ضرورتیں ہوں، غرض کچھ ہی کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابل میں تم پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ پس خدا تعالیٰ کی اطاعت، عبادت، فرمانبرداری، تذلّل اور اس کی حُب کے سامنے کوئی اور شئے محبوب، مقصود و مطلوب اور مُطاع نہ ہو۔‘‘

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 25 جولائی 1993ء)

☆...☆...☆

Morden Motor(UK)

Specialists in

Electrical & Mechanical

Repairs & Diagnostics,

Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C

All Makes & Models

Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden **SM4 5JF**

Contact: Nusrat Rai@ 07809119621

E: mordenmotor@yahoo.com

MOT

CLASS IV: £48

CLASS VII: £56

Servicing, Tyres & Exhausts.

Mechanical Repairs

All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon - London

Tel: 020 8542 3269

خلفاء دلائل اور آدمیوں کے انتخاب سے نہیں خدا کی تائید اور نصرت سے بنتے ہیں

خلفاء کی منجانب اللہ تقرری اور برکات خلافت پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمودات

زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے خلیفہ بنانا خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ خلیفہ دلائل سے نہیں، آدمیوں کے انتخاب سے نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی تائید و نصرت سے بنیں گے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

❁...’’میں نے پہلے بتلایا ہے کہ زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے خلیفہ بنانے کا خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے اور وہ خلیفہ دلائل سے نہیں، آدمیوں کے انتخاب سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی تائید اور نصرت اور طاقت سے بنیں گے۔ (خطبات نور صفحہ 12)

... ...

خدا کی قدرت نمائی

❁...’’اُن (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے جانشین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوئے۔ آپ کی قوم جاہلیت میں بھی چھوٹی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں سے نہ تھے۔ پھر کیونکر ثابت ہوا کہ خلیفہ حق ہیں۔ اُسامہ کے پاس بیس ہزار لشکر تھا اس کو بھی حکم دے دیا کہ شام کو چلے جاؤ۔ اگر اُسامہ کا لشکر موجود ہوتا تو لوگ کہتے کہ بیس ہزار لشکر کی بدولت کامیابیاں ہوئیں۔ نواح عرب میں ارتداد کا شور اٹھا۔ تین مسجدوں کے سوا نماز کا نام و نشان نہ رہا تھا۔ سب کچھ ہوا پر خدا نے کیسا ہاتھ پکڑا کہ رافضی بھی گواہی دے اٹھا کہ اسد اللہ الغالب کو... ساتھ ہونا پڑا۔ کیسا خوف پیدا ہوا کہ عرب مرتد ہو گئے۔ مگر سب خوف جاتا رہا۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنائے تھے۔ اسی طرح ہمیشہ ہمیشہ جب لوگ مامور ہو کر آتے ہیں تو خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی ہے۔ اس کے ہاتھ کا تھامنا یہ دکھلا دیتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں محفوظ ہوتا ہے‘‘۔

(خطبات نور صفحہ 10)

... ...

خلیفہ کا تقرر خدا کے ہاتھ میں ہے

❁...’’خلیفہ کا تقرر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہونا ہی قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے... خدا تعالیٰ کا وعدہ آپ ہی منتخب کرنے کا ہے۔ کون منتخب ہوتا ہے اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ (الانعام:125) جو شخص خلافت کے لئے منتخب ہوتا ہے اس سے بڑھ کر دوسرا اس منصب کے لئے سزاوار اُس وقت ہرگز نہیں ہوتا۔‘‘ (خطبات نور صفحہ 72)

یہ خدا ہی کا دست قدرت ہوتا ہے جو کہ ایک نبی کا قائمقام کسی کو بناتا ہے

... ...

❁...’’یہ خدا ہی کا دست قدرت ہوتا ہے جو کہ ایک نبی کا قائمقام کسی کو بناتا ہے۔ ان پر مشکلات آتی ہیں مگر خدا بدلہ دیتا ہے۔ ان لوگوں میں تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ دونوں کمالات ہوتے ہیں۔ خدا کی کاملہ صفات کے یہ لوگ گرویدہ ہوتے ہیں اور مخلوق کی بے ثباتی اور لاشے ہونا ان کو بتلاتا ہے کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہے۔ اگر مُزکی ہونا انسان کی اپنی طاقت کا کام ہوتا تو عقلمند اور مادی علوم کے محقق اعلیٰ درجہ کے پارسا ہوتے۔ مگر اسی قسم کے لوگ گمراہ خبث ہو کر خدا سے دور چلے جاتے ہیں۔ اس لئے مُزکّی ہونے کے لئے ضرورت ہوتی ہے کہ خدا کی طرف سے کوئی آدمی جس میں کشش اور جذب کی طاقت ہو آوے‘‘۔ (خطبات نور صفحہ 176-175)

... ...

خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے

❁... یہاں کے بعض رہنے والے باہر کے آنے والوں کے کانوں میں باتیں بھرتے ہیں کہ ہماری جماعت میں اختلاف ہے۔ کوئی موجود خلیفہ کے بعد کسی کو تجویز کرتا ہے اور کوئی کسی کو۔ ان بے حیاؤں کو شرم نہیں آتی کہ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ ان کو کیا خبر ہے کون خلیفہ ہوگا؟ ممکن ہے کہ ہمارے بعد بہتر خلیفہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کی کیسی کیسی تائید کرے۔ جب تم اس قدر بے علم ہو تو ایسی ایسی باتیں کیوں کیا کرتے ہو؟ کیا تمہارا انتخاب کردہ منتخب ہوگا؟ کیا موجودہ خلیفہ تمہارے انتخاب سے خلیفہ ہوا ہے کہ وہ تمہارے انتخاب سے ہوگا؟ یہ کام تمہارا نہیں۔ خدا کا کام خدا کے سپرد کرو... مَیں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم کو اس کا وبال نہ بھگتنا پڑے۔ تم میں ایک امام ہے اس کا نام نورالدین ہے کیا تم اس کی حیاتی کے ذمہ دار ہو؟ پیش از مرگ واویلا کرتے ہو۔ اگر تم حیادار ہو تو ایسی باتیں کبھی نہ کرو... میرے اور میاں صاحب کے درمیان کوئی نقار نہیں۔ جو ایسا کہتا ہے وہ بھی منافق ہے۔ وہ میرے بڑے فرمانبردار ہیں۔ انہوں نے مجھ کو فرمانبرداری کا بہتر سے بہتر نمونہ دکھایا ہے۔ وہ میرے سامنے اونچی آواز بھی نہیں نکال سکتے۔ انہوں نے فرمانبرداری میں کمال کیا ہے۔ میرے اور ان کے درمیان کوئی مخالفت نہیں۔ میں نے امام بننے کی کبھی خواہش تک نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے تم سب کو گردنوں سے پکڑ کر میرے آگے جھکا دیا۔ دیر کی بات ہے میں نے رؤیا دیکھی تھی کہ مَیں کرشن بن گیا۔ اس کا نتیجہ اس وقت میری سمجھ میں نہیں آتا تھا‘‘۔ (خطبات نور صفحہ 622)

... ...

خدا نے مجھے قوت دی

❁...’’خلیفہ بن کر مجھ پر بہت بڑا بوجھ پڑا ہے اگر خدا تعالیٰ ہی کا فضل نہ ہوتا اور اس کی غریب نوازی میری دستگیری نہ کرتی تو میں اس بوجھ کو اٹھانے کے قابل نہ تھا۔ مگر اس نے اپنے فضل سے مجھے قوت دی۔ جس کا ایک بیٹا بیمار ہو اس کی حالت کا اندازہ مشکل ہوتا ہے پھر جس کے لاکھوں بیٹے ہوں اور مختلف حاجتوں اور بوجھوں سے ان کی حالت اس کے لئے درد کا باعث ہو۔ اندازہ بھی نہیں ہوسکتا کہ اسے کس قدر تکلیف ہوسکتی ہے۔ مگر اللہ ہی کا فضل ہے جو مَیں دل کے باغ میں رہتا ہوں۔ پس اس قسم کی ہمدردی کا احساس کرنے والا دل پہلو میں رکھنے والا انسان دنیا کو خدا کے فضل کے بِدُوں میسر نہیں آتا‘‘۔

(خطبات نور صفحہ 479,478)

... ...

خدا نے جھکا دیا

❁...’’جماعت کے بعض لوگ دعا کرانے کی درخواست میں بھی شرک کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ کوئی تمہارا کارساز نہیں۔ مَیں علم غیب نہیں جانتا۔ نہ میں فرشتہ ہوں اور نہ میرے اندر فرشتہ بولتا ہے۔ اللہ ہی تمہارا معبود ہے۔ اسی کے تم ہم سب محتاج ہیں کیا مخفی اور کیا ظاہر رنگ میں۔ اس کی طاقت بہت وسیع ہے اور اس کا تصرف بہت بڑا ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ اس کا ایک نظارہ اس امر میں دیکھو کہ تم بھی مرزا کے مرید ہو اور میں مرزا کا مرید ہوں مگر اس نے تمہیں پکڑ کر میرے آگے جھکا دیا ہے۔ اس میں نہ میری خواہش تھی اور نہ مجھ پر کسی انسان کا احسان ہے۔ میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی اور نہ یہ تمہاری کوششوں کا نتیجہ ہے۔ دیکھو میں بیمار ہوا۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کے بچنے کی امید نہیں۔ مگر میں زندہ بولتا موجود ہوں۔ خدا ہی کا علم کامل ہے۔ اس کا تصرف کامل ہے۔ اسی کے آگے سجدہ کرو۔ اسی سے دعا مانگو‘‘۔ (خطبات نور صفحہ 506)

... ...

انبیاء اور ان کے خلفاء کا انتخاب ارادۂ الٰہی سے ہوتا ہے

❁...’’خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہماری حکومت کو یہ لوگ طوعاً اور کرہاً مانتے ہیں۔ پس جب خدا کی حکومت کا یہ حال ہے تو پھر جب انبیاء علیہم السلام کی حکومت ہوتی ہے اس وقت لوگوں کو اور بھی اعتراضات سوجھتے ہیں اور کہتے ہیں لَوْ لَا نُزِّلَ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ (الزخرف:32) کہ وحی کا مستحق فلاں رئیس یا عالم تھا اس سے ظاہر ہے کہ لوگ رسول کی بعثت کے لئے خود بھی کچھ صفات اور اسباب تجویز کرتے ہیں جس سے ارادۂ الٰہی بالکل لگا نہیں کھاتا۔ علیٰ ہذا القیاس جب رسول کے خلیفہ کی حکومت ہو تب تو ان کو مضائقہ پر مضائقہ اور کراہت پر کراہت ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَھُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّکَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَھُمْ مَّعِیْشَتَھُمْ (الزخرف:33) کہ کیا یہ لوگ الٰہی فضل کو خود تقسیم کرتے ہیں؟ حالانکہ دیکھتے ہیں کہ وجہ معاش میں ہم نے ان کو خودمختار نہیں رکھا اور خود ہم نے اس کی تقسیم کی ہے۔ پس جب ان کو علم ہے کہ خدا کے ارادہ سے سب کچھ ہوتا ہے تو پھر انبیاء اور ان کے خلفاء کا انتخاب بھی اس کے ارادہ سے ہونا چاہئے... یہ اسی کا فعل ہے کہ امام بناوے، خلیفہ بناوے۔ تمہاری سمجھ وہاں کام نہیں آسکتی۔ رموز سلطنت خویش خسرواں دانند۔ اگر اللہ تعالیٰ ایک شخص کو ہمارے کہنے سے مامور کردے اور اس کے اخلاق ردّی ثابت ہوں، ظالم، خودغرض، کینہ پرور نکل آوے تو دیکھو کس قدر مشکل پڑے۔ اسی لئے لوگوں کو انجمنوں اور سماجوں میں اپنے منتخب کردہ پریذیڈنٹوں کو منسوخ کرنا پڑتا ہے یا وہ لوگ خود الگ ہو جاتے ہیں‘‘۔ (خطبات نور صفحہ 170)

... ...

لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ کا سچا وعدہ

❁...’’اس زمانے ہی کو دیکھو کہ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ کا وعدہ کیا سچا اور صحیح ثابت ہوا۔ اس کا رحم اس کا فضل اور انعام کس کس طرح دستگیری کرتا ہے۔ مگر انسان کو بھی لازم ہے کہ خود بھی قدم اٹھاوے۔ یہ بھی ایک سنت اللہ چلی آتی ہے کہ خلفاء پر مطاعن ہوتے ہیں۔ آدم پر مطاعن کرنے والی خبیث روح کی اذیّت بھی اب تک موجود ہے۔ صحابہ کرام پر مطاعن کرنے والے روافض اب بھی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو تمکنت دیتا ہے اور خوف کو امن سے بدل دیتا ہے‘‘۔ (خطبات نور صفحہ 24,23)

خدا نے مجھے مقرر کیا ہے۔ تم معاہدہ کا حق پورا کرو پھر دیکھو کس قدر ترقی کرتے ہو اور کامیاب ہوتے ہو

❁...’’خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب میں اس کرتے کو ہرگز نہیں اتار سکتا۔ اگر سارا جہان بھی اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ تو میں تمہاری بالکل پرواہ نہیں کرتا اور نہ کروں گا۔ خدا کے مامور کا وعدہ ہے اور اس کا مشاہدہ ہے کہ وہ اس جماعت کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ اس کے عجائبات قدرت بہت عجیب ہیں اور اس کی نظر بہت وسیع ہے تم معاہدہ کا حق پورا کرو پھر دیکھو کس قدر ترقی کرتے ہو اور کیسے کامیاب ہوتے ہو‘‘۔ (خطبات نور صفحہ 419)

... ...

❁...’’جلد بازی سے کوئی فقرہ منہ سے نکالنا بہت آسان ہے مگر اس کا نگلنا بہت مشکل ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں ہم تمہاری نسبت نہیں بلکہ اگلے خلیفے کے اختیارات کی نسبت بحث کرتے ہیں مگر تمہیں کیا معلوم کہ وہ ابوبکر اور مرزا صاحب سے بڑھ کر آئے۔‘‘ (خطبات نور صفحہ 422)

... ...

خلافت کا انتخاب عقل انسانی کا کام نہیں

❁...’’چونکہ خلافت کا انتخاب عقل انسانی کا کام نہیں۔ عقل نہیں تجویز کرسکتی کہ کس کے قویٰ قوی ہیں؟ کس میں قوت انتظامیہ کامل طور پر رکھی گئی ہے؟ اس لئے جناب الٰہی نے خود فیصلہ کر دیا ہے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ (النور:56) خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اب واقعات صحیحہ سے دیکھ لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے کہ نہیں؟ یہ تو صحیح بات ہے کہ وہ خلیفہ ہوئے اور ضرور ہوئے۔ شیعہ بھی مانتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی بیعت آخر کرلی تھی۔ پھر میری سمجھ میں تو یہ بات آ نہیں سکتی اور نہ اللہ تعالیٰ کو قوی عزیز حکیم خدا ماننے والا کبھی وہم بھی کرسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ پر بندوں کا انتخاب غالب آ گیا۔ منشاء الٰہی نہ تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو گئے۔ (خطبات نور صفحہ 56)

... ...

خلیفہ کی زندگی میں کوئی اور خلیفہ نہیں بن سکتا۔ نہ ہی خلیفہ معزول ہوسکتا ہے

❁...’’میں باوجود اس بیماری کے جو مجھے کھڑا ہونا تکلیف دیتا ہے۔ اس موقعہ کو دیکھ کر سمجھتا ہوں کہ خلافت کیسری دکان کا سوڈا واٹر نہیں (جو سہل الحصول ہو) تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔

تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں۔ تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے... دیکھو میری دعائیں عرش پر سنی جاتی ہیں۔ میرا مولیٰ میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔ میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے۔ تم ایسی باتوں کو چھوڑ دو اور توبہ کرلو... تھوڑے دن صبر کرو۔ پھر جو پیچھے آئے گا۔ اللہ تعالیٰ جیسا چاہے گا وہ تم سے معاملہ کرے گا۔‘‘ (حیات نور صفحہ 567)

... ...

اطاعت خلافت

’’ایک شہد کی مکھی سے انسان بہت کچھ سیکھ سکتا ہے وہ کیسی دانائی سے گھر بناتی، شہد بناتی... بدبودار چیز پر بھی نہیں بیٹھتی پھر اپنے امیر کی مطیع ہوتی ہے۔‘‘

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 68)

بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے

’’کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت ہائے احمدیہ کیمرون کے پانچویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

ملک کے تمام دس ریجنز سے نمائندگان کی جلسہ میں شرکت۔ اس سال جلسہ کے شاملین کی حاضری گزشتہ سال سے دوگنا رہی۔ ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات میں جلسہ کی کوریج۔ علماء سلسلہ کی پُرمغز تقاریر۔ علاقہ کے معززین اور سرکاری اتھارٹیز کی شرکت اور جلسہ کے بارہ میں نیک تأثرات

(ناصر احمد محمود طاہر۔ مبلغ سلسلہ نائیجیریا)

جماعت احمدیہ کیمرون شجرۂ احمدیت کی ایک نوزائیدہ شاخ ہے جو اپنی سرسبزی و شادابی کے ساتھ ابتدائی مراحل سے گزر رہی ہے۔ اس سرزمین پر گزشتہ چند سالوں سے جماعت احمدیہ نائیجیریا کو وقتاً فوقتاً اپنا کوئی مبلغ بھیجنے کی سعادت ملتی رہی تاکہ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے پاک مسیح کا پیغام پہنچے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا نصب ہو۔ گزشتہ سال سے پیارے آقا کی منظوری سے مکرم عبدالخالق نیر صاحب کا یہاں بطور مشنری انچارج تقرر عمل میں آیا ہے۔

یہاں Mamfe گاؤں وہ پہلا گاؤں ہے جس نے جماعت احمدیہ کو قبول کیا اور 2005ء میں کیمرون میں یہاں پہلی مسجد بیت الھدیٰ کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اور پھر کیمرون سے پہلی بار حضرت خلیفۃ المسیح کی زیارت کی غرض سے وفد 2008ء میں ابوجا نائیجیریا جلسہ پر پہنچا جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نائیجیریا کے دورہ پر تشریف لائے تھے۔ تب سے اس سرزمین کی قسمت بدلنے لگی۔ اور حضور پُرنور کی دعاؤں کی بدولت اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً آنے والے مبلغین و معلمین کی کوششوں میں بہت برکت دی۔ اور آج ملک کے متعدد مقامات پر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ماننے والے موجود ہیں جو امسال کیمرون کے پانچویں جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے اکٹھے ہوئے تھے۔

یہ جلسہ سالانہ ملک کے مغرب میں ایک جماعت Foumban میں منعقد ہوا جو کہ ملکی دار الحکومت Yasunda سے تقریباً 400 کلو میٹر جانب مغرب واقع ہے۔ اگرچہ پہلے چار جلسے ملک کے ساؤتھ میں ہوتے رہے اور اب حالات کے پیش نظر پہلی بار یہ پانچواں جلسہ ملک کے مغرب میں کیا جا رہا تھا۔ بہرکیف حضور اقدس کی ازراہ شفقت منظوری کے بعد نیشنل مجلس عاملہ اور جلسہ سالانہ کمیٹی نے مکرم مشنری انچارج صاحب کے ساتھ مل کر انتھک محنت کی کہ بفضلہٖ تعالیٰ ہر دیکھنے والا جلسہ کے انتظام و انصرام کو دیکھ کر پہچان نہ سکتا تھا کہ یہ اس علاقہ میں پہلا جلسہ ہے۔ اطفال خدام اپنے مخصوص خوبصورت لباس میں ملبوس بڑے انہماک کے ساتھ ڈیوٹیوں کو انجام دے رہے تھے تو خواتین بھی منظم طور پر TV سکرین کے ذریعہ اپنی مارکی میں پوری توجہ سے جلسہ کی کارروائی سے مستفیض ہو رہی تھیں۔ اور ساتھ ساتھ ایک ٹیم لجنہ کی تینوں وقت کا کھانا بھی تیار کرتی رہی۔ الغرض آب رسانی، رہائش و استقبال، خدمت خلق، روشنی و سمعی بصری سبھی شعبہ جات اپنے کام کو احسن رنگ میں انجام دینے میں مصروف رہے۔

جلسہ کا پہلا دن

یہ جلسہ دو دن کا تھا جس کا آغاز 14 اپریل 2018ء بروز ہفتہ بفضلہٖ تعالیٰ 10:30 بجے صبح تلاوت کلام پاک سے ہوا جو مکرم معلم آدم موموسیٰ صاحب نے کی اور قصیدہ مکرم معلم یوسف بیلو صاحب نے پڑھا۔ بعد ازاں نیشنل پریذیڈنٹ صاحب مکرم ابراھیم بالا صاحب نے انگریزی میں، مکرم عمر آدمو صاحب نیشنل سیکرٹری اشاعت نے فرانسیسی میں جبکہ مکرم ابراھیم جوئید صاحب نے مقامی زبان بانموں (Bamoun) میں جلسہ سالانہ کے لئے پیارے آقا کے پیغام کو لفظ بلفظ ترجمہ کر کے احباب تک پہنچایا۔ اس طرح جلسہ کا آغاز ہوا۔

پھر ’’حضور صلی اللہ علیہ وسلم بطور رحمۃ للعالمین‘‘ کے موضوع پر مکرم معلم سلمان احمد صاحب نے تقریر کی اور مکرم خلیل احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ نائیجیریا نے ’’تربیت اولاد کے لئے اسلام کے راہنما اصول‘‘ کے موضوع پر احباب کو تفصیل سے اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا۔

آج کے اس پہلے سیشن میں 29 چیفس آف ویلج، 3 کمشنرز، اور گورنمنٹ کے ڈویژنل ایڈمنسٹریٹر بھی موجود تھے۔ نماز ظہر و عصر کے بعد دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔

جلسہ سالانہ کا دوسرا سیشن

4:30 بجے دوسرا سیشن تھا مگر 2 بجے اس قدر آندھی اور بارش ہوئی کہ جلسہ گاہ کے اندر بیٹھنا مشکل تھا اور بعض خیمے بھی اکھڑے جس سے اگرچہ مخالفین جماعت میں خوشی کا عالم تھا کہ اب یہ جلسہ جاری نہ رکھ سکیں گے کیونکہ انہوں نے جلسہ سے ہفتہ قبل لوگوں کو مل کر اور پھر Whatsapp کے ذریعہ پیغام بھجوائے تھے کہ احمدی کافر ہیں ان کے جلسوں میں جانے والا بھی مسلمان نہیں رہتا۔ اپنے آپ کو بچاؤ اور ان کے جلسوں میں نہ جاؤ۔ اور پھر اس بارش کا آجانا ان کی خوشی کا موجب تھا کہ اب احمدی بھاگ جائیں گے۔ مگر یہ قوم تو خدا تعالیٰ کی قائم کردہ آخری جماعت کا ایک مضبوط حصہ تھی جس نے بارش کے باوجود اپنے پروگرام کو ساتھ ملحقہ ایک بڑے ہال میں فوراً منتقل کیا اور پوری روایات کے ساتھ اپنا پروگرام جاری رکھا۔

اس پروگرام میں مکرم معلم سلیمان صاحب کی تلاوت کے بعد اطفال نے قصیدہ پیش کیا اور مکرم معلم ابوبکر آدمو صاحب نے ’’حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی آمد‘‘ پر تقریر کی۔ آپ نے بائبل، قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کی پیشگوئی کا باری باری ذکر کر کے حضرت اقدس کی شخصیت پر اطلاق کیا اور واضح نشانوں سے آپ کی صداقت پر روشنی ڈالی۔

نماز مغرب اور عشاء کی ادائیگی کے بعد نومبایعین کی تربیت کے حوالہ سے درس حدیث تھا جو خاکسار (ناصر احمد محمود طاہر مبلغ سلسلہ نائیجیریا) نے دیا اور پھر عشائیہ کے بعد مجلس سوال و جواب ہوئی جو رات 11:30 بجے تک جاری رہی۔ جس میں امام آف نجنکی نے اپنے خاندان سمیت احمدی ہونے کا اظہار کیا۔ (اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قُلُوْبَھُمْ عَلٰی دِیْنِكَ)

جلسہ سالانہ کا دوسرا دن

دن کا آغاز نماز تہجد اور فجر سے ہوا جس کے بعد مکرم خلیل احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ نائیجیریا نے ’’اسلام میں مالی قربانی کی اہمیت‘‘ پر درس قرآن دیا اور پھر 9:30 بجے تک تیاری اور ناشتہ کا وقفہ تھا۔ آج موسم اچھا تھا اور انتظامیہ نے جلسہ گاہ کو اپنی پوری آرائش و زیبائش سے بھرپور تیار کر رکھا تھا اور جلسہ کا آخری سیشن پھر وہیں ہوا۔

جلسہ کا آخری سیشن

کل سے یہاں کی عوام میں خوب خبریں گرم تھیں کہ بارش بھی ہوئی، آندھی بھی چلی مگر احمدیوں نے اپنے تمام پروگرام جاری رکھے۔ چنانچہ آج عوام تو عوام، اتھارٹیز کی بھی خوب گہما گہمی تھی۔ افریقہ کی عوام اپنے بادشاہوں، اماموں اور اتھارٹیز کی خوب قدر کرتی ہیں۔ اور جب یہ لوگ کہیں جاتے ہیں تو لوگ خوشی میں ان کے لئے دھمال ڈالتے ہیں۔ چنانچہ آج بار بار ایسی چیزیں دیکھنے کو مل رہی تھیں کہ جب کوئی دور سے دھمال کی آواز سنائی دیتی تو معلوم ہوتا کہ کوئی بڑے پیراماؤنٹ چیف صاحب آرہے ہیں اور جب وہ اس دھمال میں جلسہ گاہ کے قریب پہنچتے تو ڈیوٹی پر خدام ان کا استقبال کرتے اور نعرہ ہائے تکبیر سے ایک اور قسم کے اعزاز اور عزت کا رنگ شروع ہو جاتا۔ چنانچہ آج کے اس سیشن میں اور بہت سی اتھارٹیز کے بعد جب اس علاقہ کے بڑے پیراماؤنٹ چیف مکرم الحاجی ابراھیم جوئید صاحب سلطان آف بانموں تشریف لائے تو ان کی آمد بھی دیدنی تھی کہ جب وہ گاڑی سے اترتے ہیں یا واپسی پر چڑھتے ہیں تو ہر دو بار گاڑی کے دروازے کے آگے ایک پردہ کپڑوں کا کیا گیا کہ جناب موصوف کو اترتے اور چڑھتے کوئی نہ دیکھ سکے اور جب وہ اپنی پوری آب و تاب کی چال میں ہوں تو لوگ انہیں دیکھ پائیں۔ پھر گاڑی سے سٹیج تک ان کے دو خدام ان کے ساتھ الٹے پاؤں چلتے اور انہیں بڑے بڑے پنکھوں سے ایک خاص انداز میں ہلا ہلا کر ہوا دیتے ہوئے سٹیج تک لے جاتے ہیں۔ اسی طرح ان موصوف کے ساتھ ملک کے انتہا شمالی علاقہ کے بڑے پیراماؤنٹ چیف مکرم الحاجی بکرے یریما صاحب لامیڈو آف مروا اپنے چار ساتھیوں سمیت ایک ہزار سے زائد کلومیٹر کا سفر طے کر کے جلسہ کے لئے پہنچے تھے۔ یہ صاحب بھی عظیم شخصیت ہیں اس لحاظ سے بھی کہ انہوں نے اپنے علاقہ میں مسلمانوں کے دو چینلز اور عیسائیوں کے ایک TV چینل کو اس لئے بلاک کروا دیا کہ وہ نازیبا گفتگو کرتے ہیں اور آڈر جاری کیا کہ صرف اور صرف MTA ہی میرے علاقہ میں کیبل پر چلے گا۔ چنانچہ جنوری 2018ء سے اب صرف MTA ہی ان کے علاقہ میں چل رہا ہے۔ یہ موصوف خود بھی باقاعدگی سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات دیکھ کر احمدیت کے قریب آئے ہوئے ہیں اور اس علاقہ کے بہت سے آئمہ بھی حضور کے خطبات کے نوٹس لے کر لوکل زبانوں میں وعظ کر رہے ہیں۔ اس MTA کے ساتھ وابستگی کی وجہ سے یہ جلسہ پر آئے اور اب جماعت کو رمضان سے قبل اپنے علاقہ میں آ کر پروگرام کرنے کی دعوت دے کر گئے ہیں۔

جلسہ کے آخری سیشن میں تلاوت مکرم حافظ زکریا احمد صاحب نے کی جبکہ اطفال نے قصیدہ پیش کیا۔ جس کے بعد آج دو تقاریر تھیں۔ ایک مشنری انچارج صاحب مکرم عبدالخالق نیر صاحب کی جس کا موضوع تھا کہ ’’نظام خلافت ضامن ہے امن عالم اور امت مسلمہ کے اتحاد کا‘‘ اور دوسری تقریر خاکسار (ناصر احمد محمود طاہر مبلغ سلسلہ نائیجیریا) کی تھی جس کا عنوان تھا ’’اسلام نام ہے امن، اتحاد اور اطاعت کا‘‘

ان دونوں تقاریر نے بفضلہٖ تعالیٰ عوام تو عوام اتھارٹیز کی سوچوں کا بھی رخ بدل دیا۔ بالخصوص محترم مشنری انچارج صاحب کی تقریر تو انہیں باور کروا رہی تھی کہ آج دنیا میں بدامنی اور فساد کی اصل وجہ یہی محرومی ہے کہ دنیا اس آسمانی نظام خلافت سے وابستہ نہیں ہے جو ضامن ہے تمکنت دین کا اور امن عالم کا۔

ان تقاریر کے بعد نمائندہ گورنر صاحب اور نمائندہ پیراماؤنٹ چیف صاحب بانموں قبیلہ نے ان دونوں کے پیغامات سنائے اور پھر محترم مشنری انچارج صاحب نے سب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بتایا کہ جلسہ کی حاضری 2547 تھی۔ اور پھر اختتامی دعا کروائی۔

امسال کے جلسہ کے اہم نکات

☆ امسال جلسہ کی حاضری بفضلہٖ تعالیٰ گزشتہ سال کے جلسہ کی تعداد سے دوگنا تھی۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مسجد فضل لندن میں بچوں کی تقاریب آمین

16 دسمبر بروز ہفتہ اور 17 دسمبر 2017 بروز اتوار کو بعد نماز عصر حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی موجودگی میں دو تقاریب آمین مسجد فضل لندن میں منعقد ہوئیں جن میں بچوں اور بچیوں نے باری باری حضور انور کے قرب میں بیٹھ کر قرآن مجید کی ایک ایک آیت یا اس کا کچھ حصہ پڑھ کر سنایا۔ تقاریب کے آخر میں حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی جس میں بچوں اور بچیوں کے علاوہ سب احباب (اور نصرت ہال میں موجود خواتین) نے بھی شمولیت کی۔ تقریب میں شامل ہونے والے خوش قسمت بچوں اور بچیوں کے اسماء حسب ذیل ہیں:

16 دسمبر 2017 بروز ہفتہ

لڑکے

عارش احمد خان (Mosque East)
شاہزیب سعود (لندن)
سالک امینی (Bradford)
عدیل احمد (Cardiff)
سلمان احمد (Cardiff)
کرشن ادریس (Chessington)
زین محمود (Crawley)
ذیشان اکبر (Glasgow)
ماہد رحمٰن (Mosque East)
شیراز عبدالوحید خان (لندن)
طلحہ اشرف (Morden)
محمد یحییٰ داؤد (لندن)
اعزاز لطیف (Carshalton)
نوید الرحمان (Merton Park)
فرہاد احمد (Stockport)
فراز نواز (لندن)
رانا ماہر احمد (Norbury)

لڑکیاں

عطیہ غالب چاند (Croydon)
رانا اسرا (Colliers Wood)
میرب چوہدری (Croydon)
رانیہ سائرہ خاور (Norbury)
خلود رحمٰن (Mosque East)
راشدہ رحمٰن (Mosque East)
ھبۃ الولی (Southfields)
سبیکہ اجمل (Streatham)
دانیہ احمد (لندن)
ماریہ صلاح الدین (لندن)
لبینہ احمد (Wimbledon)
انیلہ مبشر (Roehampton)
ساریہ نور کاشف (Banstead)
امۃ الشکور (Farnham)
فوزیہ احمد (Barking)
رضوانہ سید (Mosque East)

17 دسمبر 2017 بروز اتوار

لڑکے

حارث محمود (لندن)
حمزہ حارث (Crawley)
روشن احمد
رضوان احمد بٹ (Clapham)
عارض طارق (Huddersfield)
نجم احمد ظفر (Bolton)
قمر احمد ظفر (Bolton)
خواجہ شہریار نور (Earlsfield)
عبید الرحمٰن (Inner Park)
ایان احمد (North London)
جہانزیب گوندل (Mosque West)
سدید احمد (Inner Park)
محمد ابراہیم (Wimbledon)
عبدالواسع خان (Mosque South)
عبدالمقیت خان (Mosque South)
ثمر عارف (Balham)
صباح الدین شمس (Morden Park)
حمزہ ناصر (Morden)
عدیل احمد (Nottingham)
مجیب الرحمٰن (Slough)
احیان احمد نعمان (Raynes Park)
مصور احمد (Morden)

لڑکیاں

انوش احمد (Balham)
مہ نور خواجہ (Earlsfield)
سبیکہ احمد (Woking)
ملیحہ اقبال (Sutton)
عفیفہ ہارون (Mosque West)
فرحین نصیر (New Malden)
نعیمہ چوہدری (Surbiton)
ماہم خان (Leeds)
سبیکہ سید (Norbury)
سطوت حیات (Tooting)
انیقہ احمد (Croydon)
علائبہ حارث (Crawley)
صبا مریم احمد (Hounslow)
دانیہ عدن چیمہ (Bolton)
سطوت محمود (Tooting)
لبیبہ احمد (West Croydon)
عائشہ صدیقہ (Hounslow)
عافیہ خان (Milton Keynes)
عطیۃ الغالب کاہلوں (Manchester)
تحریم ظفر (Bolton)

....

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ ہیٹی از صفحہ نمبر 2

نور جنیبل صاحب)، آنحضور ﷺ کے بارے میں غیروں کی آراء (مقرر عبدالسلام صاحب)، آنحضور ﷺ کے اعلیٰ اخلاق معافی اور درگزر (مقرر قیصر محمود طاہر مبلغ انچارج ہیٹی)۔ تقاریر کے بعد اجلاس کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کے فرنچ ترجمہ کی ریکارڈنگ ٹی وی پر دکھائی گئی۔ مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کی گئیں اور اس طرح بھر پور پروگرام کے بعد جلسے کے پہلے دن کا اختتام ہوا۔

دوسرا دن

دوسرے دن 29 اپریل کا آغاز نماز تہجد، فجر اور اس کے بعد درس القرآن سے ہوا۔ ناشتہ کے بعد تیسرے اور آخری سیشن کا آغاز کیا گیا۔ اس سیشن کی صدارت مکرم مولانا داؤد حنیف صاحب نے کی اور حسب پروگرام اس کا آغاز بھی تلاوت قرآن پاک سے کیا گیا، تلاوت مع ترجمہ اور نظم مع فرنچ ترجمہ کے بعد درج ذیل عناوین پر تقاریر ہوئیں۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا عشق رسول ﷺ (مقرر محمد الیاس صاحب)، اسلام میں عورتوں کا مقام (مقرر نور جنیبل صاحب) انوار محمد ﷺ (مقرر عبدالمالک صاحب) آنحضور ﷺ کا توکل علی اللہ (مقرر عبدالوکیل صاحب)۔

اس اجلاس میں صدر مملکت ہیٹی کے نمائندہ خصوصی کے سیکرٹری جناب جوزف سلیمان صاحب اور جناب اوینس سفراں صاحب ڈائریکٹر جنرل آف وزارت مذہبی امور ہیٹی نے جلسہ میں شرکت کی اور مختصر خطاب کئے۔

اس کے بعد مکرم مولانا داؤد احمد حنیف صاحب نے اختتامی خطاب کیا۔ ڈیڑھ بجے اختتامی دعا کے بعد نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں۔ اور دوپہر کے کھانے کے بعد احباب کی واپسی ہوئی۔

اس جلسہ میں اللہ کے فضل سے 188 احمدی، 48 غیر احمدی وغیر مسلم احباب شامل ہوئے جن میں 185 مرد، 37 خواتین، 14 بچگان اور 2 اخباری نمائندگان تھے۔ اس طرح جلسہ کی کل حاضری 236 رہی۔

تاثرات شاملین جلسہ

ہیٹی کی تاریخ میں جماعت احمدیہ کے علاوہ کوئی بھی مسلمان تنظیم مذہبی جلسوں کا انعقاد نہیں کرتی اور یہ اعزاز اللہ تعالیٰ کے فضل سے صرف جماعت احمدیہ کو ہی حاصل ہے۔ نو احمدی بہت خوش اور مطمئن تھے۔ سب نے قیام و طعام کے انتظامات کو سراہا۔ جلسہ گاہ کی تزئین ان کی خصوصی توجہ کا مرکز رہی۔ جلسہ کے شاملین نے کہا کہ اس جلسہ میں شمولیت سے ہمیں علم ہوا ہے کہ جماعت کیا ہوتی ہے اور اسلامی بھائی چارہ کسے کہتے ہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ ہم امام مہدی علیہ السلام کی سچی جماعت کے ممبر ان میں شامل ہیں۔ یہ جلسہ ان کے لئے تقویت ایمان کا موجب بنا ہے۔

غیر از جماعت مہمانوں نے بھی جلسہ کے انتظامات کو سراہا اور جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ انہیں ایسے روحانی اور علمی پروگرام میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے جلسہ کے کامیاب انعقاد کی مبارکباد دی۔ مسٹر اوینس سفراں نے اپنی تقریر میں کہا "مجھے آپ کے جلسہ کا دعوت نامہ ملنے اور شامل ہو کر گورنمنٹ ہیٹی کے لئے اس کی نمائندگی کر کے بہت خوشی ہو رہی ہے۔ جماعت احمدیہ کے ساتھ ہمارے بہت دیرینہ تعلقات ہیں اور ہم نہ صرف اس کی موجودگی بلکہ اس کی اہمیت سے بھی بخوبی واقف ہیں جو اس جماعت نے اپنے رفاہی کاموں کی وجہ سے پوری دنیا میں قائم کی ہے۔ انہوں نے جماعت کی رجسٹریشن کے سلسلہ میں بھی تعاون کی یقین دہانی کروائی۔

مسٹر جوزف سلیمان نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: "آپ سوچ رہے ہوں گے کہ میں آپ سب کے سامنے اکیلا ایک غیر مانوس آدمی ہوں۔ میں یہاں صدر مملکت کے ویسٹ ڈیپارٹمنٹ اور دار الحکومت کے نمائندہ مسٹر پیپیر ریشا ڈپلاں کی نمائندگی کرنے آیا ہوں جو خود اس وقت شہر سے باہر ہیں اور جو جماعت کے ایک گہرے دوست ہیں۔ مجھے اس جلسہ میں شامل ہو کر بہت خوشی اور سکون محسوس ہو رہا ہے۔ یہاں پر کی جانے والی تقاریر اور ان میں دی جانے والی تعلیمات بہت دلچسپ ہیں اور مزید اچھی بات ہے کہ آپ نوجوان ان تعلیمات سے مستفید ہو رہے ہیں۔ آپ کا نعرہ "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں" ایک رہنما اصول ہے۔ آخر پر میں آپ سب کو یہی کہتا ہوں کہ خوب ترقی کریں۔ آگے بڑھیں کہ خوش قسمتی آپ کا مقدر بنے"۔

انہوں نے کہا کہ گزشتہ سال میں لندن جلسہ سالانہ میں شریک ہوا جہاں مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے ذاتی میں ملاقات کا موقع ملا جہاں انہوں نے ہیٹی میں پرائمری، سیکنڈری اور پروفیشنل سکولز نیز ہسپتال وغیرہ کے قیام کا وعدہ کیا۔ گورنمنٹ ہیٹی ایسے ترقیاتی اور فلاحی منصوبوں کو ضائع نہیں کرنا چاہتی۔ انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ اس وقت پوری دنیا میں جو کام انسانیت کی فلاح و بہبود، معاشرتی اقدار قائم کرنے اور باہمی محبت و بھائی چارہ کے ماحول کو پروان چڑھانے کے لئے کر رہی ہے وہ ہمارے لئے پرکشش اور متاثر کن ہیں۔ جماعت احمدیہ کا نعرہ 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' احمدیت کی ہی بدولت دنیا کو ایک لائحہ عمل کے طور پر ملا ہے۔ آخر پر میں آپ سب نوجوانوں کو جو اس جلسہ میں شامل ہیں کہنا چاہتا ہوں کہ آپسی محبت و بھائی چارہ کو فروغ دینے کی کوشش کریں اور ایسی باتوں کو ترک کر دیں جو دوسروں کو نقصان پہنچانے کا باعث بنتی ہیں ایسی باتیں پھر پورے معاشرے کے بگاڑ پر منتج ہوتی ہیں۔ آپ سب ہیٹی کے باشندہ ہونے کے ناطے اپنے ملک کی ترقی کے لئے کام کریں اس دعا کے ساتھ کہ اللہ حضور انور کو لمبی عمر سے نوازے اور جماعت احمدیہ اپنے خواب شرمندۂ تعبیر کر سکے اجازت چاہتا ہوں۔ شکریہ"۔

الحمد للہ یہ جلسہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں، برکتوں اور فضلوں کو سمیٹتا ہوا اختتام پذیر ہوا۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلسہ کے تمام کارکنان، شاملین اور مہمانوں کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کا وارث بنائے اور انہیں بہترین جزا عطا فرمائے اور یہ جلسہ ان کی استقامت اور ازدیاد ایمان کا باعث بنائے۔ آمین۔

☆...☆...☆

بدی میں ہلاکت کی زہر ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"بدی میں ہلاکت کی زہر ہے اور نیکی میں زندگی کا تریاق۔ اسی لئے بدی کے زہر کو دور کرنے کا ذریعہ نیکی ہی ہے۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جلد دوم حصہ پنجم صفحہ 57۔ ایڈیشن اگست 2004ء۔ مطبوعہ قادیان)

خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 20

کبھی وہ ذمہ داریاں جو آپ پر آپ کے دین نے ڈالی ہیں انہیں ترک کریں۔ جیسا کہ مَیں کہہ چکا ہوں کہ ہماری جماعت نے لڑکیوں کی تعلیم کو ہمیشہ فروغ دیا ہے اور اس کا اضافی فائدہ یہ ہوا ہے کہ دنیا کے بعض حصوں میں، بالخصوص ترقی پذیر ممالک میں اور بالعموم مغربی دنیا میں، ہم دیکھ رہے ہیں کہ احمدی بچیاں اپنی تعلیم کو لڑکوں کی نسبت زیادہ سنجیدگی سے لیتی ہیں اور ان سے بڑھ کر کامیابیاں حاصل کر رہی ہیں۔ جبکہ مجھے اس امر پر خوشی ہے کہ ہماری بچیاں اس میدان میں نمایاں ہیں، مگر اس کے ساتھ ایک مسئلہ بھی اٹھ کھڑا ہے کہ جب رشتہ کا فیصلہ کرنے کا وقت آتا ہے تو ہماری کچھ احمدی لڑکیاں صرف تعلیمی طور پر اپنے ہم پلّہ لڑکے سے شادی کرنا چاہتی ہیں۔ یقیناً ہمارے لڑکوں اور نوجوانوں کو اپنی تعلیم کی طرف توجہ دینی چاہئے اور تندہی کے ساتھ کام کرنا چاہئے لیکن اگر کسی لڑکی کے لئے ایک اچھے اور نیک احمدی کا رشتہ آتا ہے تو اس لڑکی کو یہ رشتہ صرف اس بنیاد پر ردّ نہیں کرنا چاہئے کہ وہ شخص اتنا تعلیم یافتہ نہیں ہے جتنا وہ چاہتی ہے۔

کسی رشتہ کا فیصلہ کرتے ہوئے ترجیح ہمیشہ تقویٰ اور اس بات کو دینی چاہئے کہ آپ اپنی بقیہ زندگی ایک ایسے گھر میں گزار سکتی ہیں جہاں احمدیت کی حقیقی اقدار پر ہمیشہ عمل کیا جاتا ہے۔ بہرحال تعلیم کی اہمیت کے تعلق سے ہمیشہ یاد رکھیں کہ تعلیم تبھی فائدہ مند ثابت ہوسکتی ہے جب وہ آپ کے دین اور ایمان کو مضبوط اور قائم کرنے کے لئے استعمال کی جائے۔ اپنے علم کو اپنے دین کی راہ میں استعمال کرنے کا سب سے بنیادی طریق یہی ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کئے جائیں۔ حقوق العباد کی ادائیگی میں سب سے اہم تو ایک ماں کا اپنے بچوں کو، خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں، نیک رنگ میں پالنا اور انہیں تعلیم دینے کا فریضہ ہے تا کہ وہ بڑے ہو کر مزید آگے بڑھیں اور اپنی قوم کے لئے ایک عظیم سرمایہ ثابت ہوں۔ تاہم اسلام یہ کہیں نہیں کہتا کہ عورتیں اپنے گھروں میں ہی محدود رہیں جیسا کہ بعض اوقات الزام لگایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر بعض لڑکیاں اور عورتیں اپنی تعلیم میں آگے جاتی ہیں اور غیر معمولی نتائج حاصل کرتی ہیں تو اسلام یہ نہیں کہتا کہ وہ اپنی یہ صلاحیتیں یا ٹیلنٹ ضائع کر دیں اور صرف گھر بیٹھی رہیں۔ اسلام انہیں ان کی ممکنہ صلاحیتوں کو حاصل کرنے سے روکتا نہیں ہے بلکہ وہ ایسے پیشے اختیار کرسکتی ہیں جن سے وہ انسانیت کو فائدہ دے سکیں اور خدمت کرسکیں۔ پس وہ خواتین جن میں ڈاکٹر یا ٹیچر یا کوئی ایسا پیشہ اختیار کرنے کی صلاحیت ہے جو انسانیت کے لئے فائدہ مند ہے تو وہ اسے اختیار کرسکتی ہیں۔ البتہ اس کے ساتھ انہیں اپنے بچوں اور خاندان کے تعلق سے فرائض کو نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔ ایسی خواتین کو مؤثر رنگ میں اپنے وقت کو منظم کرنا چاہئے اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ ان کے بچے کسی بھی طرح سے نظرانداز نہ ہوں۔ ایک احمدی ماں کی پہلی ترجیح اپنے بچوں کی نیک تربیت ہونی چاہئے۔

ایسی واقفاتِ نو جنہوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے اور وہ اپنی ان صلاحیتوں کو پیشہ وارانہ رنگ میں استعمال کرنا چاہتی ہیں وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ وہ اپنے گھر کی ذمہ داریاں بھی پوری کریں۔ اسی طرح ایسی لڑکیاں جو اچھی پڑھی لکھی ہیں اور باہر نوکری وغیرہ کے لئے نہیں جاتیں انہیں کسی قسم کا احساس کمتری یا شرمندگی نہیں ہونی چاہئے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو ضائع کر رہی ہیں۔ سچ یہ ہے کہ اپنے گھر کا خیال رکھنا، اپنے بچوں کا خیال رکھنا اور ان کی پرورش کرنا غیر معمولی اہمیت اور قدر و قیمت کا کام ہے۔

بالعموم اسلامی تعلیمات نے کاموں میں مرد و عورت کے مابین تقسیم کر رکھی ہے اور یہ ہمارے مذہب کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہماری باہمی ذمہ داریوں کو اس قدر واضح کر دیا ہے۔ تاہم اسلام نے ہر ممکنہ حالات کے مطابق تعلیم دی ہے۔ پس ان پیشوں کے علاوہ بھی بعض ایسے مخصوص حالات پیش آسکتے ہیں کہ جہاں عورتوں کو کام کرنا پڑے۔ مثال کے طور پر نبی کریم ﷺ کے زمانے میں عورتوں نے جنگوں میں زخمی ہونے والوں کی مدد کے لئے نرسوں کا کام کیا۔ بعض مسلمان عورتوں نے اگلی صفوں میں لڑائی میں حصہ لیا اور نہایت جرأت اور بہادری کا مظاہرہ کیا۔

بہرحال جیسا کہ مَیں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ آپ وہ ہیں جن کے والدین نے آپ کی زندگیاں خدمتِ اسلام کے لئے پیش کرنے کا عہد کیا اور اب آپ میں سے کئی ایک نے جو بلوغت کی عمر تک پہنچ چکی ہیں یا عنقریب پہنچنے والی ہیں اپنے وقف کی تجدید کی ہے۔ سوال یہ ہے کہ آپ نے اپنے وقف کے عہد کی تجدید کیوں کی؟ آپ نے اپنی زندگیاں جماعت کے لئے وقف کیوں کیں؟ آپ کو اس پر غور کرنا چاہئے کیونکہ آپ اسی وقت اپنے عہد کو پورا کرسکتی ہیں جب آپ کو یہ سمجھ ہو کہ اس سے کیا مراد ہے اور کیا تقاضے ہیں۔ بطور ایک واقفۂ نَو آپ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ آپ ہمیشہ اپنے دین کو تمام دنیاوی اور مادی چیزوں پر مقدم رکھیں گی۔ پس اپنے سکولوں کالجوں میں اپنی سیکولر تعلیم کے ساتھ ساتھ یہ نہایت ضروری ہے کہ آپ دینی علم حاصل کرنے کی بھی بھرپور کوشش کریں کیونکہ جب تک آپ کو یہ علم نہ ہو کہ آپ کا مذہب کیا سکھاتا ہے اور آپ سے کیا توقعات رکھتا ہے اس وقت تک آپ اس کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیاں نہیں گزار سکتیں۔ سب سے ضروری تو یہ ہے کہ آپ سب قرآن کریم ترجمہ کے ساتھ پڑھیں اور جہاں تک ممکن ہو اس کی تفسیر بھی پڑھیں۔ قرآن کریم سے آشنا ہو کر ہی آپ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو واضح رنگ میں سمجھنے کے قابل ہوسکیں گی۔ قرآن کریم کا علم آپ کی روحانی ترقی کا باعث بھی ہوگا اور آپ کو اپنے بچوں کی تربیت کرنے کے قابل بھی بنائے گا۔

میرے سامنے کئی ایسی واقفات نَو بیٹھی ہیں جو کہ اب خود مائیں ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ مختلف پیشوں سے وابستہ کام بھی کر رہی ہیں۔ لہٰذا میں اب دوبارہ انہیں یاد دہانی کرواتا ہوں کہ انہیں اپنے وقت کو اس طرح سے تقسیم کرنا چاہئے کہ ان کے بچوں کی پرورش اور تربیت متأثر نہ ہو۔ یہاں کئی نوجوان لڑکیاں موجود ہیں جن کی شادیاں ہونے والی ہیں اور عنقریب انشاء اللہ ان کی اپنی فیملی لائف کا آغاز ہوگا، انہیں زندگی کے اس اگلے باب میں اس بات کے ادراک کے ساتھ داخل ہونا چاہئے کہ ان کی پہلی ترجیح بچوں کی تربیت ہے۔ اگر آپ اپنی یہ بنیادی ذمہ داری پوری کریں گی تو اس سے نہ صرف آپ کو اور آپ کے خاندان کو فائدہ ہوگا بلکہ آپ کی یہ کوششیں آپ کی قوم کے لئے فخر اور فائدہ کا باعث ہوں گی کیونکہ آپ نئی نسل میں مثبت اقدار و روایات منتقل کریں گی۔ آپ اس بات کو بھی یقینی بنائیں گی کہ آپ کے بچے بڑے ہو کر عملی نمونہ ہوں اور آئندہ بعد میں آنے والوں کے تعلق سے بھی اپنے فرائض کو سمجھنے والے ہوں۔ اس طرح آپ آئندہ نسلوں میں دائمی انسانیت، اخلاق اور امن کے ایک دور (cycle) کی بنیاد رکھیں گی۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنے بچوں کی تربیت کر کے آپ نہ صرف ان کی بلکہ بعد میں آنے والی نسلوں کی بھی حفاظت کے سامان کرنے والی ہوں گی۔

یاد رکھیں کہ کسی بھی قوم کی ترقی اور نشوونما کی کنجی اس قوم کی ماؤں کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اسلام میں عورت کے مقام کے تعلق سے ہمیں حضرت رسول کریم ﷺ کی اس دَور کی تعلیمات کو ہی دیکھنا چاہئے جب اسلام پر حملے کئے جا رہے تھے اور مسلمانوں کی طرف سے دفاعی جنگیں لڑی جا رہی تھیں۔ اس وقت جہاد کے موقع پر کئی مسلمان مرد شہید ہوئے اور جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ شہادت سے منسلک برکات بہت وسیع ہیں، نتیجتاً بعض مسلمان عورتوں نے حضرت رسول کریم ﷺ سے عرض کی کہ ہمیں لڑائی کی اجازت کیوں نہیں ہے اور ہم اپنی گھریلو ذمہ داریوں کو انجام دیتے ہوئے تلوار کے جہاد اور شہادت کی برکات سے کیوں محروم ہیں۔ اس پر حضرت رسول کریم ﷺ نے ان عورتوں کو فرمایا کہ اگر وہ اپنی گھریلو ذمہ داریاں ادا کریں، اپنے بچوں کی تربیت کریں اور انہیں نیک مسلمان بنائیں تو ان کا اجر بھی جہاد کرنے والوں کے برابر ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور میں تلوار کے جہاد کی شرائط موجود نہیں ہیں کیونکہ کوئی قوم یا گروہ اسلام کے خلاف کوئی مسلح فوج لے کر حملہ آور نہیں ہے اور مخالفین کی طرف سے استعمال کئے جانے والے حربے کافی مختلف ہیں۔ ظاہری اسلحہ کی بجائے یہ لوگ اسلام مخالف لٹریچر کی اشاعت کے ذریعہ، میڈیا اور انٹرنیٹ اور اپنے مشنری (تبلیغی) کاموں کے ذریعہ اسلام پر حملہ آور ہیں۔ اس لئے ہم اس دور میں ہیں جہاں تعلیم ہی اس پراپیگنڈا کو چیلنج کرنے کی کنجی ہے اور علمی جہاد کے ذریعہ، انہی ذرائع کے ذریعہ جو کہ اسلام پر حملہ کے لئے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ نہ صرف مرد اور لڑکے اس قلمی جہاد میں حصہ لے سکتے ہیں بلکہ ہماری عورتوں اور بچیوں کو بھی ضرور اس میں حصہ لینا چاہئے۔

ہماری خواتین میں سے واقفات نَو کو اس کوشش میں سب سے آگے ہونا چاہئے تا کہ جب آپ اچھی تعلیم حاصل کرلیں تو اسلام پر جو جھوٹے الزامات لگائے جا رہے ہیں ان سے اسلام کے دفاع کا کوئی موقع ضائع نہ جانے دیں۔ ایک اور وجہ یہ ہے کہ کیوں دین کا علم حاصل کرنا ضروری ہے تا کہ آپ مختلف اعتراضات کا جواب دے سکیں اور جو بھی غلط تصورات ہیں ان کو دور کرسکیں۔ آپ بغیر کسی شرمندگی یا احساس کمتری کے دلیری کے ساتھ ایسے جھوٹے دعووں کا جواب دیں کیونکہ سچ تو آپ کے ساتھ ہے۔ اس زمانے میں اسلام کے خلاف جو کئی الزامات لگائے جاتے ہیں ان میں سے اکثر کا محور عورت کے حقوق ہیں، لہٰذا آپ کو ان کا جواب دیتے ہوئے خصوصاً ان پر توجہ دینی چاہئے۔ مثال کے طور پر اکثر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ اسلام عورت پر ظلم کرتا ہے اور انہیں ہر وقت گھر کی چاردیواری میں قید رہنے پر مجبور کرتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حجاب عورت کو دبا کر رکھنے کا باعث ہے۔ ایک اور عام اعتراض یہ بھی ہے کہ اسلام نے عورتوں کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم کیا ہے۔ مگر اسلام تو وہ مذہب ہے جو شروع سے ہی تمام عورتوں کے حقوق کا ضامن ہے۔ یہ وہ مذہب ہے جس نے عورت کو آزاد کیا اور اس کا صحیح مرتبہ اور عزت قائم کی۔ یہ تو محض گزشتہ صدی کی بات ہے کہ جب وہ لوگ اور اقوام جو اسلام کی مذمّت کرتے ہیں، انہیں عورتوں کو بنیادی حقوق دینے پر مجبور ہونا پڑا لیکن پھر بھی وہ اخلاقی برتری کا دعویٰ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح 'آزادی' کے نام پر انہوں نے ایسے ماحول کو فروغ دیا ہے کہ جس میں عورت کو محض ایک چیز کے طور پر دیکھا جاتا ہے اور ان کی عزت و وقار اور اصل مرتبہ کو مسلسل دبایا جاتا ہے۔ بہرحال جیسا کہ میں نے کہا کہ اسلام کی عظیم تعلیمات کا میڈیا اور دیگر ذرائع سے دفاع کرنا آپ کا فرض ہے۔

اس مقصد کے لئے واقفات نَو کی ایک مرکزی ٹیم تشکیل دی جانی چاہیے اور اسی طرح مختلف علاقوں اور شہروں کی مقامی ٹیمیں بھی ہونی چاہئیں۔ یہ آپ یعنی واقفات نَو بچیاں اور عورتیں ہی ہوں گی جنہوں نے دنیا کو حقیقی عزت و وقار کے معنے سکھانے اور یہ بتانے کی مشعل اٹھائی ہوگی کہ کس طرح اسلام میں عورتوں کے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے۔ اس کے لئے جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں قرآن کریم کا مطالعہ کیا جائے اور جتنا ممکن ہو سکے دیگر جماعتی لٹریچر کا بھی مطالعہ کریں۔ اس مطالعہ سے آپ جو علم حاصل کریں گی وہ آپ کی علمی طاقت کا باعث ہوگا اور ہمارے مذہب کے خلاف اٹھائے گئے اعتراضات پر قابو پانے کی صلاحیت دے گا۔ حصول تعلیم کی اہمیت کے بارہ میں ایک مرتبہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تک کہ ہماری سو فیصد احمدی خواتین مکمل تعلیم یافتہ نہیں ہو جاتیں، جماعت کی نوجوان نسل کی تربیت کرنا ناممکن ہوگا۔ یہ حقیقت اور حکمت سے بھرا ہوا نکتہ ہے۔ اگر دس فیصد، بیس فیصد یا پچاس ساٹھ فیصد تک بھی ہماری عورتیں اچھی تعلیم یافتہ ہوں اور بہترین طریق پر اپنے بچوں کی پرورش کریں تو بھی یہ کافی نہیں ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے بچے دوسرے احمدی بچوں سے جن کی مائیں زیادہ تعلیم یافتہ نہیں ہیں یا زیادہ دینی عمل نہیں رکھتیں، ملیں گے اور اِن کا پھر اُن بچوں پر منفی اثر ہوگا۔ اس لئے ایک حقیقی تقویٰ شعار اور دینی قوم کی ترقی کے لئے ہر ایک احمدی ماں اور باپ کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔

اگر ایک فرد یا خاندان کمزور ہے تو اس کا آسانی سے دوسرے پر اثر ہوگا۔ اس کے برعکس اگر تمام احمدی خاندان اپنے بچوں کے لئے ایک مثبت مثال قائم کریں گے تو ہم مغرب میں رہتے ہوئے بھی ایک روحانی اور اسلامی ماحول بنانے کو یقینی بنا سکتے ہیں۔ اپنے سکولوں اور کالجوں کے ذریعہ آپ کو دنیاوی تعلیم با آسانی میسر ہے، لیکن جیسا کہ مَیں بار بار کہہ چکا ہوں کہ اس کے ساتھ دینی تعلیم بھی ضرور حاصل کریں۔ ورنہ اگر آپ اپنی دینی تعلیمات اور روایات کو ترک کر دیں گی تو یہ دنیاوی علم آپ کے کسی حقیقی فائدہ کا باعث نہ ہوگا۔ مَیں ایک مرتبہ پھر آپ کو قرآن کریم کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرنے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے اور انگریزی زبان میں جو بھی دیگر جماعتی لٹریچر مہیا ہے اسے پڑھنے کی تاکید کرتا ہوں۔

مزید برآں آپ کو میرے خطبات سننے چاہئیں اور جو بھی میں آپ سے کہتا ہوں اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ آپ کو تو خلیفۂ وقت کے خطبات جمعہ کو اپنی زندگیاں گزارنے کا ایک بنا بنایا ضابطہ اخلاق سمجھنا چاہئے۔ جیسا کہ میں نے کہا مغرب میں اسلام کے خلاف کئے گئے اعتراضات، خصوصاً وہ اعتراضات جن کا تعلق عورتوں کے حقوق سے ہے، کا جواب دینا آپ کی ذمہ داری ہے۔ آپ کو نہ صرف اپنے الفاظ سے بلکہ اپنے کردار سے ان کا جواب دینا چاہیے۔ مثلاً آپ کو ہر وقت پردہ کا ایک اچھا معیار قائم رکھنا چاہئے۔ چند ماہ قبل کینیڈا میں دیئے گئے ایک خطبہ میں مَیں نے ایسی 35، 40 خصوصیات بیان کی تھیں جو کہ ایک واقف نو کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ میں نے وہ خوبیاں نمایاں کی تھیں

جو کہ ایک واقف نو کا طرہ امتیاز ہونی چاہئیں، لہٰذا آپ سب کو بھی انہیں مدّنظر رکھنا چاہئے اور اس بات کا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے کہ آپ کس قدر ان پر عمل کر رہی ہیں۔

آپ کو نماز میں باقاعدہ ہونا چاہئے اور ہمیشہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت عطا فرمائے اور آپ کو اپنی تعلیم کو حکمت کے ساتھ استعمال کرنے کے قابل بنائے۔ ایک دفعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک احمدی لڑکی کا واقعہ بیان فرمایا جس نے اپنی بی اے کی ڈگری مکمل کی تھی اور اس کو اس اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد تعلیم یافتہ طبقہ میں تبلیغ کے ذریعہ احمدیت کا پیغام پھیلانے کی کوشش کرنے کا کہا گیا۔ تو اس نے جواب میں یہ کہا کہ میں نے اتنی قابلیت اور تعلیم اس لئے حاصل نہیں کی تھی کہ میں تفرقہ پیدا کروں اور یہ کہا کہ تبلیغ کرنا تو تنازعہ پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہ واقعہ بیان کر کے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کسی پڑھے لکھے انسان کا جواب نہیں تھا بلکہ ایک ایسے شخص کا جواب تھا جو جاہل اور ان پڑھ ہے۔ پس آپ میں سے کسی کو ایسے دھوکہ میں نہیں پڑنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو مواقع عطا فرمائے ہیں انہیں سمجھیں اور پہچانیں اور جو بھی آپ نے علم حاصل کیا ہے اسے اسلام کے دفاع اور تبلیغ کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کریں۔

اس وقت میں ایک اور اعتراض کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں جو مخالفین کی طرف سے اسلام پر لگایا جاتا ہے بلکہ افسوس کہ بعض مسلمان مرد و خواتین بھی اس اعتراض کے حامی ہیں۔ اعتراض اس حدیث پر کیا جاتا ہے جس میں حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ایک رؤیا میں جہنم کا نظارہ دیکھا ہے جس میں کثرت سے ایسی عورتیں تھیں جنہیں اپنے دین کا کوئی علم نہ تھا، جو دانائی یا علم نہیں رکھتی تھیں اور جو ناشکر گزار تھیں۔ اس حدیث کو بنیاد بناتے ہوئے بعض غیر مسلم نقّاد اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کے مقام کو کم کیا ہے اور انہیں بدنام کیا ہے جبکہ اس کا سچائی سے دُور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی تفصیلی طور پر وضاحت فرمائی ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ اس زمانے کی بعض عورتوں میں پائی جانے والی چند مخصوص کمزوریوں کی نشاندہی فرما رہے تھے کہ وہ ان پڑھ تھیں، اپنے دین سے ناواقف تھیں اور اللہ کی اپنے اوپر کی گئی نعمتوں کی ناشکر گزار تھیں۔ پس حضرت رسول کریم ﷺ کے یہ الفاظ ایسی عورتوں کی اصلاح کے لئے بطور تنبیہ کے تھے۔ پھر بھی اسی زمانے میں ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح مسلمان عورتیں اخلاق، نیکی اور علم کی انتہائی بلندیوں تک پہنچیں۔ مثال کے طور پر بعض خواتین، خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، نے مسلمان مردوں کو اسلام کا علم دیا۔ اسی طرح بعض نے میدان جنگ میں مردوں کے شانہ بشانہ لڑائی میں حصہ لیا اور عظیم قربانیاں دیں۔ اسی طرح جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ عورتیں جو اپنے بچوں کی تربیت کریں گی اور اپنے گھر کا خیال رکھیں گی انہیں جہاد میں شمولیت جتنا ثواب ملے گا۔ پس یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایسی متقی اور نیک خواتین جہنمی ہوں؟ یہ ناممکن ہے۔ اور جو بھی ایسا کہتا ہے اس نے حضرت رسول کریم ﷺ کی تعلیمات کے برعکس بیان کیا ہے۔

جیسا کہ میں نے کہا یہ حدیث اس زمانے کی عورتوں کو متنبہ کرنے کے لئے تھی۔ نیز چونکہ حضرت رسول کریم ﷺ مسلمان عورتوں کے روحانی معیار بلند کرنا چاہتے تھے پس یہ حدیث انہیں ابھارنے اور جنت کے دروازے کھولنے کا طریق بتانے کا ذریعہ بھی تھی۔ حضرت رسول کریم ﷺ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ کمزوریاں یا گناہ عورتوں کی فطرت کا حصہ ہیں، بلکہ آپ نے تو یہ نصیحت فرمائی کہ یہ وہ بری عادات ہیں جو بعض میں پیدا ہو گئی ہیں۔ فطرت تو موروثی اور مستقل ہوتی ہے جبکہ بری عادات کو بدلا جا سکتا ہے اور ان کی اصلاح کی جا سکتی ہے۔ جس طرح حضرت رسول کریم ﷺ نے متعدد مرتبہ مسلمان مردوں کو ان کی کمزوریوں کی طرف توجہ دلائی اور انہیں اصلاح کے طریق سکھائے، اسی طرح آپ نے عورتوں کی بھی راہنمائی فرمائی۔ یہ نہایت دکھ کا باعث ہے کہ نام نہاد اسلامی علماء اس حدیث کا اکثر ہی غلط استنباط اور غلط استعمال کرتے ہیں اور نفرت آمیز طور پر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ الفاظ ثابت کرتے ہیں کہ عورتیں غلط کار ہیں۔ عقل، علم یا فیصلہ کرنے کی طاقت سے عاری ہیں اور خواہ کچھ ہو جائے نعوذ باللہ یہ جہنمی ہیں۔ اس سے جھوٹی بات کوئی نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ بہت سے نام نہاد علماء عورتوں کی ترقی نہیں چاہتے تھے اور اس لئے انہوں نے عمداً اس حدیث کی بالکل ہی غلط طریق پر تشریح کی تا کہ اپنے خود غرض مقاصد حاصل کر سکیں۔ حضرت رسول کریم ﷺ کے یہ الفاظ محض اصلاح کے مقصد سے تھے تا کہ عورتیں اپنی صلاحیتوں کو پا سکیں اور اپنے مقام کو بلند کریں۔

ہم احمدی مسلمان بہت خوش قسمت ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں دوسرے علماء کی جہالت سے آشنا کیا اور ان کے فریب اور بیوقوفانہ تشریحوں سے محفوظ کر دیا۔ اس لئے اگر کوئی عورت نام نہاد علماء کی جھوٹی تشریحات سن کر یہ یقین کر لے کہ اس میں علم حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں ہے، وہ فطرتی طور پر ناشکر گزار ہے یا دین کے علم حاصل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ جو بھی ہو جائے جہنم اس کا مقدر ہے تو یہ ایک بہت بڑی خطرناک غلطی ہوگی۔ جب ایک انسان ہمت ہار بیٹھتا ہے اور یہ سمجھ لیتا ہے کہ اب اصلاح یا بہتری کا کوئی امکان نہیں ہے تو کمزوریاں اور گناہ مزید بڑھ جاتے ہیں۔ یہ المناک بات ہے کہ بعض مسلمان عورتیں کچھ غیر احمدی مولویوں کے زیر اثر آ گئی ہیں اور یہ تسلیم کرنے کی طرف مائل ہیں کہ وہ مردوں سے کمتر ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کسی عورت کو کبھی بھی یہ غلط تصورات پیدا نہیں کرنے چاہئیں کہ کسی نہ کسی بنا پر جہنم ہی ان کا مقدر ہے، وہ مردوں سے کمتر ہیں یا علم و حکمت حاصل کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ واضح رہے کہ کسی بھی طرح ایک عورت کا مقام مرد سے کم نہیں ہے۔ بلکہ یہ حضرت رسول کریم ﷺ ہی تھے جنہوں نے تمام زمان و مکان میں جملہ عورتوں کے حقوق قائم فرمائے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو حضرت رسول کریم ﷺ یہ فرمائیں کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے اور یہ کہ تم عائشہؓ سے آدھا دین سیکھ سکتے ہو، اور دوسری طرف نعوذ باللہ یہ فرمائیں کہ عورتیں جہنمی ہیں؟ جیسا کہ میں نے کہا، یہ ناممکن ہے اور ایسے دعوے بعض علماء کی طرف سے صرف اپنے مفاد کے حصول کے لئے کی گئی جاہلانہ اور غلط تشریحات کا نتیجہ ہیں۔

یہ حدیث دراصل تمام عورتوں کے لئے حضرت رسول کریم ﷺ کی طرف سے بہت بڑا احسان ہے کیونکہ آپ نے انہیں خبردار کیا اور نجات کی راہ دکھائی اور خدا تعالیٰ کے راستہ کی طرف راہنمائی کرنے والی ایک روحانی شمع لہرائی۔ پس کسی بھی مسلمان عورت کو اپنے مقام کے بارہ میں کبھی احساس کمتری کا شکار نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی اسے اس حدیث کی کسی غلط تشریح کو قبول کرنا چاہئے۔ اس کی درست تشریح یہ ہے کہ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی اپنی کمزوریاں دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ دنیاوی اور دینی تعلیم حاصل کرنی چاہئے اور اپنے علم کو اسلام کے دفاع اور اپنی آئندہ نسلوں کی نیک تربیت کے لئے استعمال کرنا چاہئے۔ یہاں موجود چھوٹی بچیوں کو بھی تعلیم کی اہمیت سمجھنی چاہئے اور وہ دینی تعلیم حاصل کرنے کی طرف خاص توجہ دیتے ہوئے اپنے سکولوں اور کالجوں میں نمایاں کامیابیاں حاصل کریں۔

اپنی اس نوعمری میں بھی آپ یہ یاد رکھیں کہ آپ انشاء اللہ اپنی اس تعلیم کے ذریعہ اسلام کی خدمت کر سکیں گی۔ اپنے دین کے بارہ میں، خواہ اسلامی تعلیمات ہوں یا دین پر عمل کرنا، کبھی کسی احساس کمتری کا شکار نہ ہوں۔ مثال کے طور پر آپ کو ہمیشہ باحیا لباس پہننا چاہئے اور اعتماد کے ساتھ دوسروں کو یہ بتائیں کہ آپ کو یہ کپڑے پہننے پر مجبور نہیں کیا گیا بلکہ آپ نے خود اپنے مذہب کی حکمت جو اس میں پنہاں ہے اس کو سمجھتے ہوئے باحیا لباس پہننا اختیار کیا ہے۔ اسی طرح واقفات نَو بچیوں کو نمازمیں باقاعدہ ہونا چاہئے۔ یاد رکھیں کہ دس سال کی عمر سے روزانہ پانچ نمازیں فرض ہو جاتی ہیں لہٰذا پوری توجہ اور اللہ سے تعلق پیدا کرنے کے مقصد کو سامنے رکھ کر اپنی نمازیں ادا کرنے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو جو میں نے آج کہا ہے اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وقف نو کی سکیم میں شامل ہونے کا جو عہد ہے اللہ تعالیٰ اس کے تقاضوں کو پورا کرنے میں آپ سب کی مدد فرمائے۔ آمین۔

اب دعا کر لیں۔

☆...☆...☆

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ از صفحہ 18

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 31 مئی 2012ء میں شائع ہونے والے ایک مضمون میں مکرم انور احمد خان صاحب لکھتے ہیں کہ خاکسار جلسہ سالانہ یُوکے پر ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے پوچھا کہ آپ ہر سال ایک ہی بیٹی کو لے کر آ جاتے ہیں، کیا بات ہے؟ عرض کی کہ حضور کی دعا کی ضرورت ہے۔ فرمایا: اچھا یہ بات ہے۔ پھر اُسی وقت حضورؒ نے عینک لگائی اور کافی دیر تک ایک کتاب دیکھتے رہے اور پھر ایک دوائی لکھ کر دی اور فرمایا کہ مَیں دعا بھی کروں گا۔ انشاء اللہ، اللہ فضل فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے ایک سال بعد مجھے ایک بیٹی سے نوازا جس کا بڑی بہن سے دس سال کا فرق ہے۔ اب میری تین بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔

☆ کبڈی کے معروف کھلاڑی مکرم محمد افضل گل صاحب بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے جب بیعت کی تو اس کے بعد اطفال کی ٹیم کے ساتھ کبڈی کھیلا اور مجھے حضورؒ سے انعام بھی ملا۔ جرمنی میں میری حضورؒ سے پہلی ملاقات 1993ء میں ہوئی۔ حضورؒ کھیل کے معاملات میں ہماری تربیت بھی فرماتے۔ ایک بار انتظامیہ کی بعض کمزوریوں کی وجہ سے مجھے غصّہ آ گیا اور ہم نے اگلا میچ نہ کھیلنے کا فیصلہ کیا۔ اس پر حضورؒ نے مجھے پیغام بھیجا کہ میچ کھیلو۔ پھر مَیں نے اپنے ساتھیوں کو بھی سمجھایا کہ جن کے لئے ہم کھیل رہے ہیں اگر وہی ناراض ہو گئے تو پھر کیا فائدہ۔

1995ء میں ملاقات کے دوران حضورؒ نے مجھ سے پوچھا کہ شادی نہیں کرنی؟ عرض کیا کہ کچھ رکاوٹیں ہیں۔ فرمایا: لکھ کر مجھے دو۔ چنانچہ ساری تفصیل لکھ کر دے دی۔ اُسی سال انگلینڈ گیا تو میچ کے لئے مصافحہ کے دوران حضورؒ نے پوچھا کہ کام ہوا یا نہیں؟ عرض کیا کہ ابھی تک تو نہیں ہوا۔ تب حضورؒ نے مجھے دفتر میں آنے کا ارشاد فرمایا۔ جب مَیں دفتر میں حاضر ہوا تو حضورؒ نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو بلا کر خصوصی ارشاد فرمایا اور اس طرح صرف تین دن میں حضورؒ کی خاص توجہ سے میرا رشتہ ہو گیا جو بظاہر ناممکن نظر آتا تھا۔

حضورؒ کو کبڈی کا بہت شوق تھا۔ بعض دفعہ اسی وجہ سے میچ دیر تک جاری رہتا۔ جب آپؒ کی نظر اسکور بورڈ پر پڑتی تو فرماتے کہ پوائنٹ چینج نہیں ہو رہے۔ تب عرض کیا جاتا کہ میچ تو ختم ہو گیا لیکن حضورؒ کی وجہ سے کبڈی ابھی تک چل رہی ہے۔

☆ مکرم میاں محمد محمود صاحب (سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی) بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ اجتماع کے موقع پر اس قدر شدید بارش ہوئی کہ واقعتاً مارکی میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے نیچے سے بھی پانی گزر گیا۔ اس وقت طلباء کے ساتھ حضورؒ کی مجلس سوال و جواب جاری تھی۔ ورزشی فائنل مقابلے ابھی ہونا تھے لیکن بارش جاری تھی اور پانی اس قدر تھا کہ حضور کی گاڑی کے ٹائر بھی ڈوب گئے تھے۔ گراؤنڈ میں تالاب بنا ہوا تھا۔ حضورؒ بار بار پوچھتے کہ کیا پروگرام ہے؟ ہم جواب دیتے کہ میچز کا ہونا مشکل ہے۔ فرمایا: فٹ بال کا فیصلہ کس طرح کریں گے؟ عرض کیا کہ جرمن قانون کے مطابق میچ اُس وقت تک کھیلا جا سکتا ہے جب تک فٹبال پانی پر تیرنا شروع نہ کر دے۔ اس پر حضورؒ نے دعا شروع کر دی۔ ایک خاص نُور آپؒ کے چہرہ سے ٹپک رہا تھا۔ کچھ دیر بعد بارش تھم گئی اور حضورؒ فٹبال کا میچ دیکھنے کے لئے گراؤنڈ میں تشریف لے گئے۔ جب حضورؒ وہاں تشریف لائے تو گراؤنڈ میں پانی کا نام و نشان نہیں تھا۔ حضورؒ کی خدمت میں کرسی پیش کی گئی لیکن آپؒ نے کھڑا ہونا پسند فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے سارے مقابلے اپنے وقت پر ہوئے۔

اسی طرح 1998ء کے اجتماع سے قبل اس قدر گہرے بادل چھا گئے کہ شدید بارش کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ حضورؒ کی خدمت میں دعا کے لئے تحریر کیا گیا تو قبولیتِ دعا کا یہ نشان دیکھا کہ اجتماع کے تینوں دن بارش نہیں ہوئی۔ مگر آخری دعا کے ختم ہوتے ہی ایسی شدید بارش ہوئی کہ جل تھل ہو گیا۔

...❁...❁...❁...

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

....

خلفاءِ احمدیت کی حسین یادیں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 16 مئی 2012ء میں مکرم انور احمد رشید صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے جس میں انہوں نے خلفائے احمدیت کے حوالہ سے اپنی حسین یادوں کو بیان کیا ہے۔ آپ رقمطراز ہیں کہ:

☆ ہم سب بھائیوں کے نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے رکھے۔ ہمارے نانا جان مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب ناظر دیوان میرے بھائی انس کی پیدائش کے موقع پر جب نام رکھوانے گئے تو حضورؓ نے فرمایا کہ کیا بار بار آ جاتے ہو!۔ اور پھر تین نام بتا دیئے۔ ایک انس تھا دوسرا قمر اور تیسرا اختر۔ اس طرح قمر کو بھی جس کی پیدائش حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے کافی عرصہ بعد ہوئی یہ اعزاز بفضل اللہ تعالیٰ حاصل ہوگیا۔

☆ ایک بار مَیں اور میرا بھائی انس حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؒ کے دریافت فرمانے پر عرض کیا کہ ہم میں سے ایک بھائی کیڈٹ کالج حسن ابدال اور دوسرا پبلک سکول ایبٹ آباد میں پڑھتا ہے۔ حضورؒ نے پوچھا کہ آپ کے پرنسپل کون ہیں؟ انس کے پرنسپل N.D.Hassan صاحب تھے اور خاکسار کے پرنسپل کا نام S.A.Rehman تھا۔ حضورؒ نے بتایا کہ وہ ان دونوں صاحبان کو ذاتی طور پر جانتے ہیں۔ حضورؒ کا ذاتی دائرۂ واقفیت واقعی حیران کُن تھا۔

☆ ایک بار احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن لاہور کی حضورؒ سے ملاقات تھی۔ حضورؒ نے اس موقع پر طلباء سے سوال کیا کہ نئی ایجادات میں سب سے زیادہ نقصان ابھی تک انسان کو کس چیز سے پہنچا ہے؟ جس پر مختلف جوابات دیئے گئے۔

آخر میں حضورؒ نے فرمایا کہ مصنوعی کھاد نے اس وقت تک انسان کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہونے کے دو ہفتہ بعد ہمارے نانا جان وفات پا گئے۔ خطبہ جمعہ میں ذکرِ خیر فرمایا اور بعد نماز جمعہ نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد پیشانی پر بوسہ دیا اور ماتھے پر حضرت مسیح موعودؑ کی انگوٹھی مبارک لگا کر مختصر دعا کی۔ اس کے بعد تدفین کا پروگرام پوچھا نیز فرمایا کہ میں خود آؤں گا۔ چنانچہ ازراہ شفقت تدفین پر تشریف لائے اور دعا کروائی اور معاً بعد گھر تشریف لا کر محترمہ نانی جان سے تعزیت کی۔

☆ حضور بہت احتیاط پسند تھے۔ مَیں نے دیکھا تھا کہ خلیفہ بننے سے قبل نماز جمعہ یا دیگر بڑے اجتماعات کے مواقع پر اپنا ایک جوتا ایک ستون کے پاس اور دوسرا دوسرے ستون کے پاس رکھتے تا کہ کوئی غلطی سے بھی نہ لے جائے اور پریشانی نہ اٹھانی پڑے۔

اسی طرح ایک بار مَیں نے ایک شخص کا معروف نام لے کر حضورؒ سے پوچھا کہ آیا ہم فلاں کام کے سلسلہ میں اُن سے بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔ اگرچہ حضورؒ اُس شخص کو اچھی طرح جانتے تھے لیکن حضورؒ نے میرے بولے ہوئے نام کو دُہرا کر پوچھا کون صاحب؟۔ جس پر خاکسار نے اُن کا مکمل نام لیا تو حضورؒ نے جواب عطا فرمایا۔ اس امر سے بھی حضور کی احتیاط پسندی کا اظہار ہوتا ہے کہ کسی قسم کے ابہام کی گنجائش نہ رہے۔

☆ MTA کے ابتدائی ایام میں جب حضورؒ نے سویڈن کا دورہ فرمایا تو مالمو سے خطبہ جمعہ کی Live نشریات پیش کرنے کے سلسلہ میں کارروائی شروع ہوئی۔ معلوم ہوا کہ اخراجات بہت زیادہ تھے اور اُس وقت تک سرکاری TV کے ادارہ Teracom کی مکمل اجارہ داری تھی۔ مالمو میں اُنہی ایام میں ٹینس کے Davis cup کا فائنل ہو رہا تھا جو کہ پوری دنیا میں دکھایا جانا تھا اور اُن کا پورا سٹاف وہاں مصروف تھا۔ دوبارہ رابطہ کرنے پر اُن کا چیف کہنے لگا کہ سارا سٹاف مصروف ہے اور اس کا ایک ہی حل ہے کہ مَیں خود ہی سٹاک ہولم سے مالمو آؤں۔ چلو میں ایسے کرلیتا ہوں کہ اس بہانے میں Davis cup کا فائنل بھی دیکھ لوں گا۔ ہم حیران تھے کہ اس Live ٹرانسمیشن کے جو اخراجات ادا کئے گئے وہ ایک ہزار پاؤنڈ سے کم تھے۔ نیز MTA کی تاریخ میں پہلی بار لندن سے سیٹلائٹ سے رابطہ منقطع کر کے مالمو سے براہ راست سگنل سیٹلائٹ کو بھیجا گیا۔

اُس روز حضور انور کی کوپن ہیگن سے آمد میں کچھ دیر ہوگئی اور جو خطبہ ایک بجے نشر ہونا تھا تقریباً دو گھنٹے لیٹ شروع ہوا۔ ہمیں یہ فکر تھی کہ کہیں Teracom کا سٹاف یہ نہ کہہ دے کہ آپ کا ایک گھنٹہ ختم ہوگیا ہے۔ خدا کا فضل ہے کہ اُن کی طرف سے اس بات کا ذرا بھی اظہار نہ ہوا اور نہ ہی انہوں نے اس تاخیر کے کچھ چارجز لئے۔ اس خطبہ جمعہ میں حضورؒ نے آغاز میں پہلی بات یہی فرمائی کہ اس Live نشریات کے اخراجات جن نوجوانوں نے ادا کئے ہیں تمام احباب ان کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

☆ ایک بار خاکسار نے ملاقات میں حضورؒ کی ایک تصویر پر دستخط فرمانے کے لئے درخواست کی۔ حضورؒ نے ازراہ شفقت دستخط ثبت فرما دیئے اور پوچھا کہ تم نے یہ تصویر کیوں چُنی ہے۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور نے اس تصویر میں حضرت مسیح موعودؑ کا کوٹ زیب تن کیا ہوا ہے۔ اس پر فرمایا کہ ’’مَیں بھی یہی سننا چاہتا تھا‘‘۔

اسی طرح ایک ملاقات کے دوران نصیحت فرمائی کہ سویڈن میں نوجوانوں کو دعوت الی اللہ کریں۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ مغربی ممالک کے چرچز میں سے اسلام کے خلاف سب سے زیادہ متعصب سویڈش چرچ ہے۔

...۞...۞...۞...

سیرۃ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 24 مئی 2012ء میں مکرم مقصود الحق صاحب (سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی) کے محرّرہ ایک مضمون میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی یادوں کے حوالہ سے متفرق مشاہدات بیان کئے ہیں۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے جرمنی کے دوروں پر بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملتا رہا۔ حضورؒ عہدیداران کی تربیت اور اصلاح ساتھ ساتھ فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ خدام الاحمدیہ کے ایک اجتماع کے دوران جب جمعہ کی نماز کے لئے اذان کا وقت آیا تو حضورؒ نے نیشنل امیر صاحب سے پوچھا کہ آپ نے جمعہ کی اذان دینے کے لئے کسی کو مقرر کردیا ہے؟ امیر صاحب نے عرض کیا کہ نہیں، میرا خیال ہے کہ خدام الاحمدیہ نے انتظام کر دیا ہوگا۔ تو مَیں چونکہ پاس ہی بیٹھا تھا اس لئے میں نے عرض کیا کہ جی حضور! مَیں نے انتظام کر دیا ہوا ہے۔ پہلے تو مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے حضورؒ نے میری بات نہیں سنی کیونکہ حضورؒ کی توجہ امیر صاحب کی طرف ہی رہی۔ مگر تھوڑی دیر بعد امیر صاحب کی طرف سے توجہ پھیر کر اپنا رُخ میری طرف کیا اور فرمایا کہ آپ کی بات بھی درست ہے، لیکن جہاں تک جمعہ کا تعلق ہے جب میرا دورہ ہو تو اس وقت اوّل ذمہ داری امیر ملک کی ہوتی ہے کہ وہ یہ انتظام کریں۔

☆ ایک اجتماع کے دوران عہدیداران کے مابین ایک فٹبال میچ ہوا۔ میچ کے بعد حضورؒ مجھ سے فرمانے لگے: وہ آپ ہی تھے ناں جو پہلے اٹیک کرنے کے لئے جاتے تھے اور پھر تیزی سے پیچھے دوڑتے تھے تا کہ جا کے دفاع کریں۔ انسان اگر ایسی سوچ کے ساتھ چلے تو کامیاب رہتا ہے۔ جب حملہ کرنے کا وقت آئے تو بھرپور حملہ کرے اور جب اس پر حملہ ہو تو وہ فوراً اپنا دفاع کرے۔

☆ جب رسالہ ’’نورالدین‘‘ کا اجراء ہوا تو ہمارے کاتب صاحب نے صفحوں کو پورا کرنے کے لئے کچھ ادبی مواد بھی رسالہ میں ڈال دیا اور اس طرح رسالہ میں ادبی مواد کچھ زیادہ ہی ہوگیا۔ جب یہ رسالہ حضور اقدس کی خدمت میں بھیجا گیا تو حضورؒ نے فوراً خط کے ذریعے ہماری اصلاح فرمائی کہ مجھے آپ کا رسالہ ملا ہے۔ لیکن مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو ہماری روایت ہے اس کے حوالے سے یہ نہ ادبی رسالہ بن سکا ہے اور نہ جماعتی رہ سکا ہے۔ تو اگر آپ نے ادبی رسالہ نکالنا ہے تو پھر علیحدہ سے نکالیں جس میں صرف اردو ادب ہو۔ اگر جماعتی رسالہ نکالنا ہے تو پھر اس میں جماعتی رنگ ہونا چاہئے۔ ہماری کچھ روایات ہیں، ہمارا انداز ہے۔...

☆ پیار کے مختلف انداز ہوتے ہیں۔ جب 1991ء میں حضورؒ قادیان تشریف لے گئے اور ابھی دہلی کے مشن ہاؤس میں ہی مقیم تھے تو اتفاقاً خاکسار بھی دہلی مشن ہاؤس پہنچا۔ جب حضورؒ دہلی کی سیر کے لئے نکلے تو ہم بھی مصافحہ کرنے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ جب حضورؒ نے مصافحہ کا شرف بخشا تو فرمانے لگے کہ آپ بھی ساتھ چل رہے ہیں نا!۔ یہ حضرت صاحب کا اس ادنیٰ خادم سے پیار کا ایک نرالا سلوک تھا۔ خاکسار قافلہ کا ممبر نہیں تھا لیکن حضورؒ نے خود شامل فرمایا اور اس طرح اس تاریخی دورے میں تمام وقت خاکسار کو حضور کے ساتھ رہنے کا موقع مل گیا۔

☆ ایک دفعہ UK میں ہونے والے خدام کے یورپین اجتماع میں ہم اس طرح شامل ہوئے کہ ویزے وغیرہ کے بعض مسائل کی وجہ سے بمشکل کھلاڑی وہاں لے کر جا سکے۔ چنانچہ کبڈی کا میچ ہم ہار گئے۔ جب خاکسار نے حضورؒ سے اپنے مسائل کا ذکر کر کے عرض کیا کہ پوری کوشش کے باوجود ہم مکمل ٹیمیں نہیں لا سکے تو حضورؒ نے فرمایا کہ ’’اس کا مطلب ہے کہ اِنہوں نے جو کبڈی کھیلنے کے لئے کپڑے اتارے ہیں یہ تو پھر آپ کو شرمندہ کرنے کے لئے اتارے ہیں‘‘۔ اس میں ایک گہرا سبق تھا کہ صرف خانہ پوری نہ کی جائے بلکہ مکمل تیاری کے ساتھ گراؤنڈ میں اترا جائے۔ نیز یہ کہ کھیل بھی عزت کا حصہ ہے اس لئے کوشش ہونی چاہئے کہ اس وقت کھیل کے میدان میں اترا جائے جب ٹیم مکمل ہو اور پوری تیاری ہو۔

☆ حضورؒ جب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ تھے تو آپؒ نے ہمارے محلہ کے ایک اجلاس میں یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ایک بہت شرارتی بچہ تھا جو ہر روز نئی نئی شرارتیں سوچا کرتا تھا۔ ایک دن اُس نے دیکھا کہ ایک آدمی مسجد میں آیا اور باہر جوتے اتار کر مسجد کے اندر چلا گیا۔ لڑکا بہت خوش ہوا کہ چلو آج شرارت کا موقع ملے گا۔ اور اُس نے اس کے جوتوں میں کانٹے رکھ دیئے تا کہ جب وہ واپس آ کر جوتے میں پاؤں ڈالے تو چیخے۔ پھر وہ اُس کے انتظار میں کافی دیر تک بیٹھا رہا مگر وہ شخص باہر نہ آیا۔ لڑکے نے اندر جا کر دیکھا تو وہ شخص سجدے میں گرا رو رہا تھا۔ ایک تو اس بات کا اُس کے دل پر بہت اثر ہوا۔ دوسرے اِس واقعہ کو ایک بزرگ بھی دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے اِس لڑکے سے کہا کہ چلو آج ایک تجربہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ نیکی کا زیادہ مزا ہے یا شرارت کا! یہ وقت چونکہ فرض نماز کا وقت نہیں ہے اس لئے ممکن ہے کہ اُسے مدد کی ضرورت ہو۔ ایسا کرتے ہیں کہ اُس کے جوتوں میں کانٹوں کی بجائے کچھ پیسے رکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس شخص کو واقعی روپوں کی ضرورت تھی۔ جب وہ نماز سے فارغ ہو کر آیا اور جوتوں میں پاؤں ڈالے اور وہاں روپے دیکھے تو وہ واپس بھاگا اور جا کر دوبارہ سجدہ میں گر گیا۔ اس واقعہ کا اس لڑکے کے دل پر اتنا اثر ہوا کہ اُس نے دل میں فیصلہ کرلیا کہ وہ آئندہ سے شرارتیں چھوڑ کر نیک کام کرے گا۔

...۞...۞...۞...

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 25 مئی 2013ء میں مکرم فاروق محمود صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی تھی جس میں خلافتِ خامسہ کے عظیم الشّان دَور کی پہلی بابرکت دہائی مکمل ہونے پر اظہارِ جذبات کیا گیا تھا۔ اس خوبصورت نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

جس کا ہر روز رہا فضل کی برسات سے پُر
حیرت انگیز دَہائی ہے فتوحات سے پُر
ہم نے ہر بار اُسے پایا ہے اک کوہِ وقار
سالہا سال رہے کتنے ہی صدمات سے پُر
ہم نہ بھولیں گے کبھی عشق کی وہ پہلی رات
پھر وہ پُرسوز دعا تیری مناجات سے پُر
ہے یہ اُس پاک مسیحا کی صداقت کی دلیل
جس کی تصدیق میں قرآن بھی آیات سے پُر
بڑھتے جاتے بھی ہیں منصب کے تقاضے شب و روز
اور دن رات بھی اُس کے ہیں عبادات سے پُر
اپنے جذبات کو رکھتا ہے سلیقے سے نہاں
اور یہی بات ہمیں کرتی ہے جذبات سے پُر
وہ دکھاتا ہے یقیں کی نئی منزل ہر روز
ورنہ ہر قوم ہے اِس دَور میں شبہات سے پُر

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
May 25, 2018 – May 31, 2018

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 3875 6040

Friday May 25, 2018

00:00	World News
00:20	Dars-e-Ramadhan
00:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 1.
01:00	Khilafat Qudrat-e-Sani
01:25	MTA Travel
01:50	Seerat-e-Rasool
02:45	Tilawat: Part 9.
03:40	The First Ashra Of Ramadhan - 'Ten Days Of Mercy'
03:55	Khazain-ul-Mahdi: A programme presenting selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
04:35	Darsul Qur'an: Verses 137-144 of Surah Aale-Imraan. Session no. 92. Recorded on March 14, 1992.
06:00	Tilawat: Surah Al-Araaf, verses 149-189.
07:00	Dars-e-Ramadhan
07:15	The Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw)
07:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 2.
08:05	Zahoor-e-Qudrat-e-Sania
09:15	Darsul Qur'an: Verse 141 of Surah Aale-Imraan. Session no. 93. Recorded on March 15, 1992.
10:55	In His Own Words
11:30	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:30	Tilawat: Verses 190-207 of Surah Al-Araaf and verses 1-41 of Surah Al-Anfaal.
14:20	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih V (may Allah be his Helper)
14:30	Shotter Shondhane: Recorded on May 25, 2017.
15:35	Zahoor-e-Qudrat-e-Sania [R]
16:30	Friday Sermon [R]
17:40	World News
18:00	Live Nashr-e-Ramadhan
18:45	Tilawat: Part 9.
19:35	Noor-e-Mustafwi
20:10	Live Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
21:15	The Significance Of Flags
21:30	Friday Sermon: Recorded on May 25, 2018.
22:45	MTA Travel
23:15	Tilawat: Verses 42-76 of Surah Al-Anfaal and verses 1-6 of Surah At-Tawbah.

Saturday May 26, 2018

00:15	World News
00:45	Noor-e-Mustafwi
01:05	Dars-e-Ramadhan
01:20	Yassarnal Qur'an
01:35	MTA Travel
02:35	Friday Sermon
03:45	Tours Of Hazrat Musleh Ma'ood (ra)
04:20	Darsul Qur'an: Verse 141 of Surah Aale-Imraan. Session no. 94. Recorded on March 21, 1992.
06:00	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 7-42.
07:00	Dars-e-Ramadhan
07:25	The Significance Of Flags
07:40	Al-Tarteel: Lesson no. 30.
08:05	International Jama'at News
08:50	The Prophecy Of Khilafat
09:15	Darsul Qur'an [R]
11:00	Indonesian Service
12:00	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 43-93.
12:55	Dars-e-Ramadhan [R]
13:30	Al-Tarteel [R]
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih V (may Allah be his Helper)
15:15	Khazain-ul-Mahdi: A programme presenting selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
15:45	The Significance Of Flags
16:00	Live Rah-e-Huda: A live discussion programme answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community.
17:35	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:30	Tilawat: Part 10.
19:25	Islam Ahmadiyya In America
20:10	In His Own Words
20:40	International Jama'at News [R]
21:30	Darsul Qur'an [R]
23:15	Tilawat: Verses 94-129 of Surah At-Tawbah and verses 1-11 of Surah Yoonus.

Sunday May 27, 2018

00:05	World News
00:30	Khazain-ul-Mahdi
01:00	Al-Tarteel
01:30	In His Own Words
02:00	Al-Saum
02:35	Tilawat: Part 11.
03:35	Friday Sermon: Recorded on May 25, 2018.
04:50	The Significance Of Flags
05:05	Darsul Qur'an: Verses 142- 144 of Surah Aale-Imraan. Session no. 95. Recorded on March 22, 1992.
06:00	Tilawat
06:40	Dars-e-Ramadhan
07:00	Khilafat
07:40	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 2.
08:00	Roots To Branches
08:35	In His Own Words
09:10	Darsul Qur'an [R]
10:10	Spotlight
11:00	Indonesian Service
12:05	Tilawat [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 25, 2018.
14:10	Shotter Shondhane: Recorded on May 25, 2017.
15:15	Huzoor's Mulaqat With Nasirat: Recorded on September 27, 2014 in Ireland.
16:15	Kuch Yaadein Kuch Baatein
17:40	World News
18:00	Islamic Jurisprudence
18:35	Tilawat: Part 11.
19:35	The Prophecy Of Khilafat
20:10	Huzoor's Mulaqat With Nasirat [R]
21:10	The Prophecy Of Khilafat [R]
21:30	Darsul Qur'an [R]
22:30	The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan
23:00	Tilawat: Surah Hood, verses 7-61.
23:55	Khilafat Amn Aalam Ki Zamanat

Monday May 28, 2018

00:15	World News
00:35	Dars-e-Ramadhan
00:50	Yassarnal Qur'an
01:05	Huzoor's Mulaqat With Nasirat
02:35	Tilawat
03:30	Correspondence With Huzoor
04:15	Darsul Qur'an: Verses 145-146 of Surah Aale-Imraan. Recorded on March 29, 1992.
06:00	Tilawat: Surah Hood, verse 62.
06:55	Dars-e-Ramadhan
07:10	Al-Tarteel: Lesson no. 30.
07:40	International Jama'at News
08:30	Importance Of Ramadhan
09:05	Darsul Qur'an [R]
10:55	Aao Urdu Seekhain
11:15	Friday Sermon: Recorded on December 15, 2017
12:10	Tilawat: Surah Yoosuf, verses 1-53.
13:00	Dars-e-Ramadhan
13:15	Friday Sermon [R]
14:15	Bangla Shomprochar
15:20	Swahili Service
16:00	Kuch Yaadain Kuch Baatain
16:25	Importance Of Ramadhan
17:00	Al-Tarteel [R]
17:40	World News
18:00	Live Nashr-e-Ramadhan
18:45	Tilawat: Part 12.
19:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
20:15	Importance Of Ramadhan [R]
20:50	Swedish Service: Stoppa Krisen
21:30	Darsul Qur'an [R]
23:20	Tilawat: Part 13.

Tuesday May 29, 2018

00:10	World News
00:30	In His Own Words
01:05	Al-Tarteel
01:35	Pakistan National Assembly 1974
02:35	Tilawat: Part 13.
03:30	Kuch Yaadain Kuch Baatain
03:55	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
04:15	Darsul Qur'an: Verses of Surah Al-Lahab, Surah Al-Ikhlaas, Surah Al-Falaq and Surah An Naas. Session no. 97.
06:00	Tilawat: Surah Yoosuf, verses 33-41.
06:15	Dars-e-Ramadhan
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 3.
06:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 198, recorded on September 10, 1996.
08:00	Story Time: A children's programme featuring Islamic stories, teaching various aspects of religious and moral values.
08:40	Devotion To Khilafat
09:15	Huzoor's Mulaqat With Nasirat: Recorded on September 27, 2014 in Ireland.
10:15	Safar-e-Hajj
11:00	Indonesian Service
12:00	Tilawat: Surah Yoosuf, verses 33-41.
12:15	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 18, 2018.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Huzoor's Mulaqat With Nasirat [R]
16:05	In His Own Words
16:45	Beacon Of Truth: Recorded on April 22, 2018.
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat: Surah An-Naml, verses 1-60.
18:35	Rah-e-Huda: Recorded on May 26, 2018.
20:10	Huzoor's Mulaqat With Nasirat [R]
21:10	In His Own Words [R]
21:45	Maidane Amal Ki Kahani
22:30	Liqa Ma'al Arab [R]
23:35	Devotion To Khilafat [R]

Wednesday May 30, 2018

00:10	World News
00:30	Tilawat
00:45	Dars-e-Ramadhan
01:00	Yassarnal Qur'an
01:30	Huzoor's Mulaqat With Nasirat
02:30	In His Own Words
03:00	Beacon Of Truth
03:50	Liqa Ma'al Arab
05:00	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il: A discussion programme on issues related to Ramadhan.
06:00	Tilawat: Surah Al-Nahl, verses 23-77.
07:05	Dars-e-Ramadhan
07:35	Al-Tarteel: Lesson no. 30.
08:00	Jalsa Salana Speeches
09:00	The Second Ashra Of Ramadhan – 'Ten Days Of Forgiveness'
09:15	Darsul Qur'an: Verses 145-146 of Surah Al-Imran. Recorded on February 27, 1993.
11:05	Indonesian Service
12:05	Tilawat: Surah Al-Nahl, verses 78-129.
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 18, 2018.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Live Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
16:10	In His Own Words [R]
16:45	Manasik-e-Hajj
17:20	The Second Ashra Of Ramadhan – 'Ten Days Of Forgiveness' [R]
17:40	World News
18:00	Live Nashr-e-Ramadhan
18:45	Tilawat
20:15	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
21:25	Darsul Qur'an [R]
23:15	Tilawat: Part 15.

Thursday May 31, 2018

00:15	World News
00:35	Dars-e-Ramadhan
01:00	Al-Tarteel
01:30	The Second Ashra Of Ramadhan – 'Ten Days Of Forgiveness'
01:40	In His Own Words
02:30	Tilawat: Surah Banee Israa'eel and Surah Al-Kahf.
03:20	Manasik-e-Hajj
03:55	The Second Ashra Of Ramadhan – 'Ten Days Of Forgiveness'
04:15	Darsul Qur'an: Verses 145-146 of Surah Al-Imran. Recorded on February 27, 1993.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 62-97.
06:45	Dars-e-Ramadhan
07:05	The Second Ashra Of Ramadhan – 'Ten Days Of Forgiveness'
07:25	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 73.
07:50	Beacon Of Truth: Recorded on January 21, 2018.
08:40	In His Own Words
09:15	Darsul Qur'an: Verse 130 of Surah Al-Imran. Session no. 85, recorded on April 6, 1991.
10:55	Japanese Service
11:30	Khazain-ul-Mahdi: A programme presenting selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
12:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 98-142.
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 11, 2018.
14:05	Beacon Of Truth [R]
14:55	In His Own Words [R]
15:30	Persian Service
16:00	Friday Sermon [R]
17:05	Hijrat
17:40	World News
18:00	Live Nashr-e-Ramadhan
18:55	Tilawat: Part 1.
20:00	The Second Ashra Of Ramadhan – 'Ten Days Of Forgiveness' [R]
20:25	Open Forum
21:00	Khazain-ul-Mahdi
21:30	Darsul Qur'an [R]
23:10	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 143-183.

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 25 | Friday 25 May 2018 | Issue No. 21

جہاں آپ اپنی تعلیم میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں وہاں آپ کو بہت احتیاط کی ضرورت ہے کہ آپ کبھی بھی اپنی اسلامی اقدار کو پس پُشت نہ ڈالیں اور نہ ہی کبھی وہ ذمہ داریاں جو آپ پر آپ کے دین نے ڈالی ہیں انہیں ترک کریں۔

اگر کسی لڑکی کے لئے ایک اچھے اور نیک احمدی کا رشتہ آتا ہے تو اس لڑکی کو یہ رشتہ صرف اس بنیاد پر رد نہیں کرنا چاہئے کہ وہ شخص اتنا تعلیم یافتہ نہیں ہے جتنا وہ چاہتی ہے۔ کسی رشتہ کا فیصلہ کرتے ہوئے ترجیح ہمیشہ تقویٰ اور اس بات کو دینی چاہئے کہ آپ اپنی بقیہ زندگی ایک ایسے گھر میں گزار سکتی ہیں جہاں احمدیت کی حقیقی اقدار پر ہمیشہ عمل کیا جاتا ہے۔

ایسی واقفاتِ نو جنہوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے اور وہ اپنی ان صلاحیتوں کو پیشہ وارانہ رنگ میں استعمال کرنا چاہتی ہیں وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ وہ اپنے گھر کی ذمہ داریاں بھی پوری کریں۔

جب تک آپ کو یہ علم نہ ہو کہ آپ کا مذہب کیا سکھاتا ہے اور آپ سے کیا توقعات رکھتا ہے اس وقت تک آپ اس کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیاں نہیں گزار سکتیں۔ سب سے ضروری تو یہ ہے کہ آپ سب قرآن کریم ترجمہ کے ساتھ پڑھیں اور جہاں تک ممکن ہو اس کی تفسیر بھی پڑھیں۔

اس زمانے میں اسلام کے خلاف جو بھی الزامات لگائے جاتے ہیں ان میں سے اکثر کا محور عورت کے حقوق ہیں، لہٰذا آپ کو ان کا جواب دیتے ہوئے خصوصاً ان پر توجہ دینی چاہئے۔ اس مقصد کے لئے واقفاتِ نو کی ایک مرکزی ٹیم تشکیل دی جانی چاہیے اور اسی طرح مختلف علاقوں اور شہروں کی مقامی ٹیمیں بھی ہونی چاہئیں۔

مَیں ایک مرتبہ پھر آپ کو قرآن کریم کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرنے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے اور انگریزی زبان میں جو بھی دیگر جماعتی لٹریچر مہیا ہے اسے پڑھنے کی تاکید کرتا ہوں۔ مزید برآں آپ کو میرے خطبات سننے چاہئیں اور جو بھی میں آپ سے کہتا ہوں اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ آپ کو تو خلیفۂ وقت کے خطبات جمعہ کو اپنی زندگیاں گزارنے کا ایک بنا بنایا ضابطہ اخلاق سمجھنا چاہئے۔

آپ کو نمازیں باقاعدہ ہونا چاہئے اور ہمیشہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت عطا فرمائے اور آپ کو اپنی تعلیم کو حکمت کے ساتھ استعمال کرنے کے قابل بنائے۔

مخالفین اسلام کی طرف سے عورتوں کے حوالہ سے اٹھائے جانے والے بعض اعتراضات کا تذکرہ اور ان کا بصیرت افروز جواب

جماعت احمدیہ یُوکے کی واقفاتِ نو کے نیشنل اجتماع کے موقع پر امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انگریزی زبان میں خطاب کا اردو ترجمہ

فرمودہ 25رفروری 2017ء بمقام طاہر ہال بیت الفتوح، مورڈن، لندن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ سب واقفاتِ نَو کے نیشنل اجتماع میں شرکت کر رہی ہیں جو ہماری جماعت کی ان بچیوں کے لئے منعقد کیا گیا ہے جن کے والدین نے ان کی پیدائش سے پہلے دین کی خاطر ان کی زندگیاں وقف کرنے کا عہد کیا تھا اور جنہوں نے پندرہ سال کی عمر کو پہنچ کر اس عہد کی تجدید کی ہے۔ پس جبکہ آپ سب نے اپنی خوشی سے اپنی زندگیاں جماعت کی خدمت کے لئے وقف کرنے کا انتخاب کیا ہے لہٰذا یہ ضروری ہے کہ آپ اپنے اخلاقی معیاروں اور دینی علم کا جائزہ لیتی رہیں۔ آپ سب کو اپنے آپ سے یہ سوال کرنا چاہئے کہ آیا جہاں اور جب بھی جماعت خدمت کے لئے طلب کرے گی ہم خدمت کے لئے تیار ہیں؟ ماشاء اللہ آپ سب کو یہاں پلنے بڑھنے کی وجہ سے کئی تعلیمی مواقع ملے ہیں جس کی وجہ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ سب اچھی تعلیم یافتہ ہیں۔ حتیٰ کہ آپ میں سے وہ بھی جو اپنی ہم عمروں کی نسبت کم تعلیم یافتہ ہیں وہ بھی آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے کی لڑکیوں سے بہت زیادہ پڑھی لکھی ہیں۔ اور اگر ہم مزید پیچھے جائیں تو انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے آغاز کے عرصہ کی لڑکیوں اور خواتین کے پاس شاذ ہی ایسے تعلیمی مواقع تھے۔ اسی طرح سیکولر اور دینی علم کے لحاظ سے بھی بہت کم مسلمان لڑکیوں کو یہ مواقع مل سکتے تھے کہ وہ سیکولر تعلیم حاصل کر سکیں یا اپنے مذہب کا مزید علم حاصل کریں اور اپنا دینی علم بڑھا سکیں۔ اس تناظر میں کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے عورتوں اور لڑکیوں کی تعلیم و تربیت پر بہت زور دیا ہے یہ امر حیران کُن اور بہت افسوسناک ہے۔ اب تک مسلمانوں میں حضرت رسول کریم ﷺ کے اس ارشاد کو پہلے سے بڑھ کر نظر انداز کیا جاتا رہا ہے اور یوں مسلمان عورتیں مردوں کی نسبت نہایت کم تعلیم یافتہ رہ گئیں۔ اس افسوسناک رجحان کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ نام نہاد مذہبی علماء میں سے بہت سے علماء دینی تعلیم کو، مردوں میں بالعموم اور عورتوں میں بالخصوص، پھیلانا اور اس کی ترویج نہیں چاہتے تھے۔ اسلامی تعلیمات کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے وہ عورتوں کو محض گھر کی چار دیواری میں قید رکھنا چاہتے تھے اور بنیادی تعلیم کے حصول کی اجازت بھی نہ دیتے تھے۔ ایسے رویّے اسلام کی آئندہ ترقی کے لئے نہایت نقصان دہ تھے کیونکہ جب مسلمان عورتوں کو خود اپنے دین کا کوئی علم نہ تھا تو ان کے لئے اپنے بچوں کی اخلاقی تربیت کرنا بھی ناممکن تھا۔ تاہم یہ نہایت خودغرضانہ رویہ آئندہ کئی زمانوں پر محیط رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی تجدید اور نشأۃ ثانیہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مبعوث ہو کر نہ صرف یہ کہ مردوں کی تربیت اور حصول تعلیم کی طرف زور دیا بلکہ احمدی عورتوں اور لڑکیوں کو بھی سیکولر اور دینی تعلیم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ درحقیقت ایک وقت ایسا بھی تھا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود عورتوں کی دینیات کی کلاسیں لیا کرتے تھے۔ آپ کی بابرکت رہنمائی اور بعد ازاں خلافت احمدیہ کے ذریعہ احمدی عورتوں میں تعلیم کے حصول اور دینی علم سیکھنے کی اہمیت وقدر کا شعور پیدا ہوا۔ یقیناً جماعت نے ہمیشہ عورتوں اور بچیوں کی تعلیم کو مسلسل اُجاگر کیا ہے اور اس کی حمایت کی ہے، اور اس مقصد کے حصول کے لئے کئی پروگرام اور سکیمیں بنائی گئی ہیں۔ اس کی ایک بڑی مثال تو وہ سکول اور کالج ہیں جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے قادیان اور پھر ربوہ میں قائم کئے۔ ان مراکز تعلیم کے ذریعہ وہ بچیاں جو پڑھائی کے لئے بڑے شہروں کا سفر نہیں کر سکتی تھیں ان کے لئے باقاعدہ تعلیم کا انتظام کیا گیا جہاں وہ اعلیٰ معیار کی سیکولر اور دینی تعلیم حاصل کر پائیں۔ ان سکولوں اور کالجز کا ایک بہت بڑا اضافی فائدہ تو یہ تھا کہ ہماری بچیاں ایک محفوظ اور بااخلاق ماحول میں تعلیم حاصل کر سکتی تھیں بجائے اس کے کہ وہ دوسرے قصبوں یا شہروں کا سفر کرتیں جہاں ایسا ماحول موجود نہیں تھا۔ ہماری بچیوں کا ایک محفوظ اور بااخلاق طریق پر تعلیم کا حصول آج کے دور میں بھی ایک بہت بڑا چیلنج ہے، بالخصوص یہاں مغربی ممالک میں جہاں عموماً یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ وہ محض اپنی نام نہاد آزادی کی وجہ سے ترقی حاصل کر رہے ہیں۔ لیکن ان کا یہ خیال غلط ہے اور ان معاشروں میں بہت سے خطرات موجود ہیں۔ پس ہماری تمام بچیوں اور خصوصاً واقفاتِ نَو کو نہایت احتیاط کے ساتھ چلنا چاہئے۔

جہاں آپ اپنی تعلیم میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں وہاں آپ کو بہت احتیاط کی ضرورت ہے کہ آپ کبھی بھی اپنی اسلامی اقدار کو پسِ پُشت نہ ڈالیں اور نہ ہی

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں